اشاعة السنة النبويه

على صاحبها الصلوة والتحية

نمبر ہشتم — جلد دوم

بابت ماہ شعبان ۱۲۹۶ھ ہجری مطابق اگست ۱۸۷۹ء

جو دو حصون پر منقسم ہے

حصہ اول مین تتمہ جواب سوال عاشر ہے جسمین مقدمات اثبات نبوت سے بحث ہے | حصہ دوم مین تہذیب الاخلاق کے مضمون مذہب نیچر کا جواب ہے

منجانب ابو سعید محمد حسین لاہوری

استبشار مع اظہار سبب انتشار تہذیب الاخلاق در این اعصار

ہمارے بعض احباب نے مشورہ دیا ہے کہ مقلدین کی بحث و الزام کو چندے ملتوی کیا جاوے اور دونون جزو رسالہ (جنکا دو جزو مین محصور و محدود ہونا مشیت ایزدی و خریداران نادہند کی عدم توجہی سے ناشی ہے) اہل نیچر ہی کے الزام مین لگایا جاوے۔ دلیل انکی اس راے پر یہ ہے کہ تقلید ناجائز (جو تقلید بمقابلہ نص اور التزام تقلید مجتہد معین سے عبارت ہے) تو اب مضمحل ہوگئی ہے اور اسکی حمایت و اعانت سے مقلدین نے خاموشی اختیار کی ہے۔ لہذا اسکی نفی و ابطال مین اب قلم اٹھانے کی چندان حاجت باقی نہین رہی۔ اور مذہب نیچر کے ابطال مین آجکل کوئی اخبار یا رسالہ مستقل (سواے اس رسالہ اشاعة السنہ کے) شایع نہین ہوتا اور ضرر اس مذہب کا بیعلمون مین پہیلتا جاتا ہے اسکی وجہ یہ نہین (جیسا کہ مقلدین تہذیب الاخلاق خیال کرتے ہین) کہ تہذیب الاخلاق (اس مذہب کے معدن و منبع) کے مضامین حق ہوتے ہین اور وہ پر زور دلائل سے مدلل ہین۔ اسلیئے وہ دلون پر فوراً اثر کرتے

مطبع مصطفائی لاہور

بلکہ وجہ اسکی یہ ہی کہ آزاد منش لوگ (جنکی بہیمیت انکی ملکیت پر غالب ہے) قید شریعت سے آزادی چاہتے ہین اور جو کچھ انکا نفس امارہ چاہی اسمین وہ خود مختاری پسند کرتے ہین - اور بر طبق افرایت من اتخذ الٰہہ ہواہ کہانے پینے پہننے سونے جاگنے بولنے سننے وغیرہ لذات کے حاصل کرنیمین وہ ہواے نفس کے تابع ہونا شعار رکہتے ہین - اور کتاب تہذیب الاخلاق مبتدیہ نے (جسنے صدہا قیود احکام شریعت کو فقط ایک مضمون (تمدن و معاشرت) سے مکلفین کے پاؤن سے نکال دیا ہی - اور انتم اعلم بامور دنیاکم کے غلط معنی بتاکر آزاد منش لوگونکو ہواے نفس کے گہوڑے پر سوار کر دیا ہی - اور حقیقت اسلام کو فقط اعتقاد توحیدات ثلثہ (یعنے توحید ذات توحید صفات توحید عبادت) مین منحصر کرکے ان توحیدات کی اقراری کو دگو وہ کیسا ہی فاسق احکام شریعت سے خارج ہو - نماز نہ پڑہے روزہ نرکھے زکوۃ ندے حج نکرے - شراب پیے زنا کرے) دوزخ کی آگ سے بیڈر کر دیا ہی آزاد منشون کو قید شریعت سے آزاد کر [illegible] پیچھا [illegible] نے نفسانی لذات کے حاصل کرنے مین خود مختار بنا دیا ہے - پس وہ اسکے مضامین کو ہواے نفس کے موافق پاتے ہین تو اسکو آنکھون سے لگاتے اور بلا تحقیق و تامل اسپر ایمان لاتے ہین آپ نے تو ہنوز اعتراف توحید یا وجود باری کو جزو اسلام و شرط نجات ٹہیرایا ہے - اگر کوئی اس قید کو بھی اُڑا دے اور خدا کے وجود ہی سے انکار کرے تو اسکی بات کو متبعان ہواے نفس زیادہ مانین - اور اسکے اتباع آپکی نسبت زیادہ ہو جاوین **پنجاب مین** یہ بلا پہیلنے لگی ہی - ایک ہندو فقیر نے اسبات کیطرف دعوت شروع کی ہے جسکا اتباع صدہا تعلیم یافتہ مسلمانون نے اختیار کر لیا ہی اور ایک حصہ مسلمانان ضلع گورداسپور اسکے ساتھہ ہو گیا ہے **برہمو دہرم** بھی اُسکے نظیر ہو سکتے ہین - وہ آپسے بڑہکر آزادی دیتے ہین تو انکا اتباع مسلمان بھی اختیار کرتے جاتے ہین - اور مقلدین تہذیب کا یہ گمان (کہ تہذیب کا دلونپر اثر پرزور دلائل کے سبب سے ہی) محض غلط ہی اسکے اکثر مضامین پر پرزور دلائل تو کیا کوئی ضعیف دلیل بھی قائم نہین ہوتی - اکثر جگہہ مجرد خیالات

ہی پائے جاتے ہین جو جبلی حکم کہلاتی ہین - چنانچہ مضمون مذہبی خیال اسپر شاہد ہی - پس اسکی وجہ تاثیر بجز اسکے کہ وہ ہوائی نفس کے موافق ہی اور کیا بن سکتے ہے - ہان ایک وجہ اسکے یہ بھی خیال مین آتی ہی کہ حب جاہ وتحصیل مال و دنیا اکثر لوگون کی نسبت جبلی مرہی - چنانچہ واحضرت الانفس الشح وانہ لحب الخیر لشدید اسکی طرف مشعر ہی - اور جبکہ بانی مذہب نیچر از اہل سید احمد خانصاحب بہادر کو جاہ وجلال دنیا مین غایت قصوی تک عروج ہو گیا ہی - یہانتک کہ بلقب سی ایس آئی و آنرابل گورنمنٹ کیطرف سے ملقب ہوئی اور وسیرای و گورنر جنرل انڈیا کی کونسل کے ممبر بن گئی تو اکثر لوگ کوتاہ اندیش اس خیال سے بھی انکے خیالات و مقالات کی مقلد ہوتے جاتے ہین کہ انکی متابعت وموافقت سی ہم بھی یہ رتبہ حاصل کرین یا انکے سلسلہ مین داخل ہو کر انکے درجے سے قریب جا پہنچین - بہرحال اس مذہب کے ضرر کی اشاعت کی نظر سے ان لوگونکی یہ رای ہی کہ بالفعل یہ رسالہ تمام وکمال انہین حضرات کی نذر کیا جاوے

راقم کی رائے اسمین یہ تھی کہ چندہ دہندگان کے سبب اپنا اپنا روپیہ چندہ [illegible]

پہنچتی رہین تو اس رسالہ کے چار جزو کر دی جاوین - دو جزو مین مقلدین کی حجت و خطابا رہی - اور دو جزو مین نیچریہ کا جواب - مگر یہ صورت محال نظر آتی ہی اور حضرات نادہندگان سے وعدہ خلافی نہین چھوٹتی - لہذا مجبور ہو کر ہمنے اس رای سے موافقت کر لے ہے - جو صاحب ناظرین اشاعۃ السنہ ہی (ممبر ہون خواہ عامہ خریدار رعایتی ہون خواہ منفت کے نظار) اس رائے کو پسند فرماوین وہ اپنی توافق سے اطلاع دین - اور جنکو یہ رای ناپسند ہو وہ باظہار تخالف ہماری عذر و دلیل کا جواب دین - جس بات کو کثرت رائی یا قوت دلیل نے ترجیح دی اسپر عمل ہوگا

خدا تعالی اور ہنومان

کی قدرت یا قوت مین فرق نکرنیمین غلطی

اللہ تعالی نے اپنی کلام مجید مین فرمایا ہی —— | واذ نتقنا الجبل فوقہم کانہ ظلۃ - اعراف ع ۲

ہمنے کوہ طور زمین سے اٹھا کر بنی اسرائیل کے سر پر سائبان کی طرح کر رکھا تھا - اسکے رد مین جناب آنریبل سید احمد خان صاحب بہادر تہذیب الاخلاق ماہ جمادی الثانیہ سنہ ۹۰ھ مین فرماتے ہین کہ "یہ خلاف عقل ہے اگر ہم اسپر یقین کرین تو ہمکو یہ بات کہ خدا تعالیٰ کی مرضی سے ہنومان جی انکی لڑائی مین پہاڑ اٹھا لائے تھے انکار کرنیکی کوئی وجہ نہین ہے"

ہمارے نزدیک یہ بڑی غلط فہمی ہے ہنومان کے پہاڑ اٹھا لانے سے اسوجہ سے انکار نہین ہے کہ وہ خلاف عقل و محال ہے اور دائرہ امکان سے خارج بلکہ اس انکار کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے نزدیک ہنومان خدا نہین ہے اور نہ خدا کی ایسی مخلوقات سے جنہین پہاڑ اٹھانیکی خداداد طاقت ہے چنانچہ جبرئیل وغیرہ ملائکہ مین خدا کی طرف سے ایسی طاقت کا ہونا اہل اسلام اہل کتاب کے مسلمات سے ہے - اگر کوئی ہنومان کا معاذ اللہ خدا ہونا ثابت کر دے یا اسکے فرشتہ ہونیکا اثبات کرے و مع ذلک اس قصہ کا وقوع بھی ایسی سند سے جیسے کوہ طور کے اٹھانے مین پائی جاتی ہے ثابت کر دکھاوے تو پھر اسکی تسلیم اسپر یقین کرنے سے کون مانع ہے - اور اگر جناب ممدوح پہاڑ کا ہوا مین معلق رہنا محال جانتے ہین اور خدا تعالیٰ کو اسپر قادر ہونے سے عاجز سمجھتے ہین بنا علیہ اس آیت مین [illegible] تاویل کرتے ہین تو پہلے [illegible] العرش ثم [illegible] اسکے محال ہونے [illegible] و دلایل قائم کرین پھر خدا تعالیٰ کو اس عاجز بتا کر اسکی کلام مین تاویل کو راہ دین بدون ثبوت [illegible] محالہ کے ظواہر مین تاویل و تحریف کرنا کفر و الحاد کا دروازہ کھولنا ہے - چنانچہ آپکے پیارے ہی مصداق لحکمی مولوی مہدی علی صاحب نے بڑے شد و مد سے اس بات کو مضمون نمبر (۱۰) تہذیب الاخلاق مین ثابت کیا ہے اور آپ نے اسکو مضمون نمبر (۱۲) مین تسلیم و تصدیق فرمایا ہے - اسی نظر سے امام رازی نے تفسیر کبیر مین اس واقعہ سے انکار کرنیکو الحاد فرمایا ہے چنانچہ کہا ہے۔

الثالث من الملاحدة من انکر امکان وقوف الثقیل فی الهواء بلا عماد - واما الارض فقالوا انما وقفت لانها بطبعها طالبة للمرکز فلاجرم وقفت فی المرکز و دلیلنا علی فساد قولهم انه سبحانه قادر علی کل الممکنات و وقوف الثقیل فی الهواء من الممکنات فوجب ان یکون الله قادرا علیه و تمام تقریرها فی المقدمتین

بحث سوم یہ کہ ملحدون نے بوجھل بھاری چیز کے ہوا مین ٹیک کے بغیر ٹھہرنے سے انکار کیا ہے اور زمین کی نسبت کہا ہے کہ وہ ہوا مین اسلیے ٹھہری ہوئی ہے کہ وہ بالطبع مرکز کی طالب ہے - انکی اس بات کے فساد پر ہماری یہ دلیل ہے کہ خدا تعالیٰ کل ممکن چیزون پر قادر ہے اور بوجھل چیز کا ہوا مین ٹھہرنا ممکنات سے ہے - ان باتونکی پوری تقریر کتب اصول یعنی کلام وغیرہ مین ہے

راقم ابو سعید محمد حسین لاہوری

215

حصہ اول

تتمہ جواب سوال عاشر

منجملہ سوالات متعلق بحث کانشنس جو صفحہ ۲۱۱ مین ناتمام رہا تھا

تنظیر

اسکی پوری مناسب نظیر یہ ہے کہ ہم اسی قسم کے عقلی اصول سے کسی ڈاکٹر یا طبیب + کی سچائی اور فن ڈاکٹری مین اسکی پیشوائی پہچان سکتے ہین ومع ذلک ان اصول کے ذریعہ سے خود ڈاکٹری کے اصول و فنون کو (جو ڈاکٹر سے مخصوص ہین) جان نہین سکتے [illegible] ایسا ہی ہم اور صناعات (جیسے تار برقی کے ذریعہ سے خبر پہنچانا - ریل گاڑی چلانا - سونا - چاندی کھرا کھوٹا پہچان لینا - سونے کو ہے - لکڑی - کپڑے کی چیزین بنا دینا)

ماہرین کی سچائی اور ان فنون مین رہنمائی عقلی اصول سے پہچانتے ہین - مگر ان اصول سے خود ان فنون کو نہین جانتے اسیطرح ہم ان عقلی اصول سے نبی کے سچائی و رہنمائی کو جو عالم ناسوت کے واقعات سے ہے جان لیتے ہین - ولیکن ان اصول سے احکام شرعیہ نبویہ کو جو عالم ملکوت سے تعلق رکھتے ہین از خود جان نہین لیتے -

[illegible] حقیقت نبوت اور اسکے خواص کے بیان سے معلوم ہو سکتا ہے سو قلم مین آتا ہے - اور یہ وہ بحث اثبات نبوت ہی جسکا ذکر صفحہ (۱۱۰) و (۱۹۵) وغیرہ مین گذر چکا ہی اور کئی مسائل کا ثبوت اسپر حوالہ کیا گیا ہی - فاقول بتوفیق اللہ و توفیقہ وما توفیقی الا باللہ وھو حسبی وفیہ رجیتی و علیہ اعتمادی و بہ ثقتی -

حقیقت نبوت اور اسکی خواص کا بیان چند مقدمات کی تسلیم پر موقوف ہی - از انجملہ بعض مقدمات بمنزلہ علوم متعارفہ یا اصول

+ از انجملہ یہ کہ جیسی حالت ہماری طبیعت کی ڈاکٹر بتاتا ہی ویسی ہماری طبیعت مین پائی جاتی ہی - اور جو دوا وہ تجویز کرتا ہی وہ ہماری طبیعت کے موافق ہوتی ہی - نہ اسکی کلام کو ہمارے حالات سے تخالف ہوتا ہی نہ اسکی ایک بات کو دوسرے سے تناقض - پس ان باتون سے اسکو سچا ڈاکٹر جان لیتے ہین - اصول و فنون ڈاکٹری کی کچھ خبر نہین رکھتے - حاشیہ

موضوعہ ہین یعنی بداہت عقل سے ثابت
ہین - یا فریقین کے نزدیک مسلّم - اور
بعض جو نظری یا مختلف فیہ ہین وہ بدلائل
ثابت کئی جاتے ہین -

مقدمہ اولی - صانع عالم اور اسکا مدبر و متصرف
(جسکو بلفظ اللہ - یا خدا - یا یہوا - یا نرنکار - یا گاڈ
مختلف زبانون مین تعبیر کرتے ہین) موجود
ہے - اور اپنی ذات سے قائم اور کل عالم کا
قیوم یعنی سبب قیام -

ہر چند یہ مقدمہ ہمارے مخاطبین (اصلی نیچر
[illegible] اتباع نیچری مدعیان اسلام
یا برہم وہرم وغیرہ) کے نزدیک مسلم ہے -
ولیکن اس زمانہ مین ایسی تحقیق کی ہوا چل رہی
ہے کہ جو اُس صانع کے قائل ہین وہ بھی
اسکے وجود پر دلیل پوچھتے ہین - اور اپنے
اس ایمان و تسلیم کی زیادتی وطمانیت چاہتے
ہین - پس بنظر افادہ ان لوگونکے اسمقام
مین ایک دلیل منجملہ دلائل اثبات وجود صانع
بیان کیجاتی ہے - وہ یہ ہے کہ عالم کے اشیاء
مین سے ہم جس چیز پر نظر ڈالتے ہین یا اسکو سونگھتے
ہین یا ہاتھہ سے چھوتے ہین یا کان سے

سنتے ہین یا زبان سے چکھتے ہین اسکو
بصفت امکان موصوف پاتے ہین - یعنے
نہ اسکے وجود یعنے ہونیکو ضروری دیکھتے ہین
نہ اسکے عدم یعنی نہونے کو ضروری سمجھتے ہین
نہ اُسپر یہ حکم لگا سکتے ہین کہ اسکے لئی ہونا ضروری
ہے اور وہ اسکی ذات مین قائم ہے نہ یہ کہہ سکتے ہین
کہ نہونا اسکا ضروری ہے اور اسکا ہونا محال
و ممتنع -
اسکے نہونے کو اسلئے ضروری نہین سمجھتے
[illegible] اگر اسکے
لئے ضروری ولازم ذاتی ہوتا تو وجود
اسکی طرف کبھی راہ نپاتا - اسکے ہونے
سے ہم یقین کرتے ہین کہ نہونا اسکے
لئے ضروری نہین ہے
ہونا اسلئے ضروری نہین سمجھتے کہ کبھی
کبھی اسمین نہونا بھی مشاہدہ کرتے ہین -
ایک دفعہ سابق مین اسکے وجود سے
پہلے ہم نہونا دیکھہ چکے ہین - اسوقت
جبکہ ہم تھے اور وہ چیز نہ تھی - جسکو ہم
عدم سابق سے تعبیر کرتے ہین - اور ایک
دفعہ اسکے وجود کے بعد اسمین نہونیکا مشاہدہ

دلیل اثبات وجود صانع

کر چکے ہین - جب اسکو موجود ہوکر معدوم ہوتا دیکھ چکے ہین - جسکو ہم عدم لاحق سے تعبیر کرتے ہین -

اس عدم سابق و لاحق سے ہم یقین کرتے ہین کہ ہونا اسکے لئے ضروری و لازم ذاتی نہیں - و مع ذلک اسکو موجود دیکھتے ہین تو اُسکے وجود کا مخزن اور سبب جسنے اسکو وجود عطا کیا - اور اسکو عدم پر ترجیح و غلبہ دیا تلاش کرتے ہین - پس اگر اس مخزن کو ویسا ہی ممکن الوجود (جسکا ہونا [illegible]) [illegible] ہین تو عالم کا وجود مین آنا محال سمجھتے ہین نہ وہ ممکن الوجود اپنے آپ وجود مین آئیگا نہ کسی اور چیز کا مخزن و سبب ہوسکیگا -

اور ایسی چیز جسکے لئے ہونا ضروری ہے اور اسکو ممتنع الوجود کہا جاتا ہے خود مخزن ہونیکے لائق نہین ہے - پس لاچار و باضطرار ایسے ذات کا مخزن ہونا ضروری سمجھتے ہین جسکا وجود ذاتی ہے - اور اسکے ذات کے لئے لازم و ضروری - اسیکو ہم صانع و خالق و اللہ و خدا -

کہتے ہین

اعتراض

شاید اس دلیل پر دہریہ یا تناسخیہ یہ اعتراض کرین کہ اس دلیل کے بنا ر موجودات کے عدم سابق اور عدم لاحق پر ہے - اور یہ عدم ہنوز مسلم نہین جسکو تم عدم سمجھتے ہو وہ محض عدم نہین ہوتا - اگر ہے تو عدم اضافی یعنی کسی خاص صورت یا حالت کا عدم ہے - مثلاً ایک وقت مین ایک آدمی یا مرغ کا عدم ہے تو اسکی خاص صورتِ انسان و مرغ کا عدم ہے - اسکے مادہ کا (جو نطفہ یا بیضہ ہی) عدم [illegible] ہے - اس نطفہ یا بیضہ کا ایک وقت مین عدم ہے تو وہ بھی محض عدم نہین - اسکا مادہ جس سے وہ نطفہ یا بیضہ پیدا ہوتا ہے کہین نہ کہین تو موجود ہے - یہ تو عدم سابق مین کلام ہے -

ایسا ہی عدم لاحق محل کلام ہے - جسکو بعد وجود عدم سمجھتے ہو وہ بھی محض عدم نہین ہوتا - ہی تو خاص صورت کا عدم ہے مثلاً ایک انسان ایک وقت مین مرگیا اور بوسیدہ ہوکر خاک مین مل گیا تو اسکے خاص صورت

انسانی کا عدم ہوا۔ اُسکا مادہ (جو خاک ہوگیا ہے) وہ تو معدوم نہین ہوا الحاصل موجودات کا نہ سابق مین عدم محض تھا نہ لاحق مین ہوتا ہی - مادہ انکا قدیم سے چلا آتا ہے اور ہمیشہ رہیگا۔ فقط صورتون کا ادل بدل ہوتا ہی جسکو عدم اضافی کہا جاسکتا ہے، نہ عدم محض - جب عدم اشیاء عالم مسلم نہین ہی تو مخزن وسبب وجود کی ہمکو کیا حاجت ہے -

یہ اعتراض (کہ دلائل قطعیہ عقلیہ سے ابطال قدم عالم و بطلان تناسخ پر قائم ہین) اچھی طرح سے مندفع ہوسکتا ہی - ولیکن ان دلائل کے بحث وتفصیل اسمقام مین اجنبی ہی - اور ہمارے اصل مقصد (اثبات نبوت) کے ملتوی ہونیکا سبب بنتی ہے - لہذا ان دلائل کو ہم کسی دوسرے موقع پر حوالہ کرتے ہین اور اسمقام مین ایک ایسا جواب جس سے بتقدیر تسلیم قدم عالم وجود صانع کا اثبات ہوتا ہی بیان کرتے ہین —

جوکوئی دلائل بطلان قدم عالم و بطلان تناسخ کو دیکھنا چاہے وہ کتب کلامیہ خصوصاً مطالب عالیہ فخرالدین رازی و اقتصاد فی الاعتقاد امام غزالی کو ملاحظہ کرے

جواب یہ ہی کہ اگرچہ تمنے ہیولے یعنے مادہ عالم کو قدیم کہا ہی اور اسکے عدم سے انکار کیا ہے ولیکن صورت کے حادث ہونے اور معدوم ہوجانے سے تو تمکو بھی انکار نہین - پس ہم مادہ کے ذکر کو چھوڑکر صورت ہی کے عدم سے وجود صانع کا اثبات کرتے ہین - اور خاص کراسی [illegible] کو ہم بصفت امکان موصوف پاتی ہین - نہ اسکے وجود کو ضروری سمجھتے ہین نہ اسکے عدم کو ضروری جانتے ہین بعینہ اسی تقریر ودلیل سے جو سابقاً لکھ چکے ہین - ومع ذلک جب صورت کو موجود دیکھتے ہین تو اسکے لئے مخزن وجود کوئی ویسی ہی صورت تجویز کرتے ہین تو عالم کا وجود مین آنا محال جانتے ہین اسی دلیل سے جو سابقاً بیان کرچکے ہین - اور خود مادہ کو اس مخزن ہونیکے لائق نہین پاتے - اسلئے کہ وہ اپنی وجود خارجی مین صورت کا محتاج ہے - بدون صورت

اپنے آپ مین وہ کبھی موجود نہین ہوا - اور نہ ایسا ہونا ممکن ہی - چنانچہ علم فلسفہ مین مدلل ہوچکا ہے - اسلئے اسکو مخزن و سبب وجود نہین کہہ سکتے آخر لاچار و بالاضطرار ایسے ذات کا (جس کا وجود ضروری ہو اور اسکے ذات کے لئے لازم) مخزن و سبب وجود صورت ہونا ضروری سمجھتے ہین - اور اسیکو صانع و خداوند عالم اور اللہ تعالے کہتے ہین

مقدمہ ثانیہ باوجود اعتراف وجود صانع عالم کے عامہ خلائق نہ اسکے ذات کی حقیقت کو جانتے ہین نہ [illegible] نہ اسکے وجود کی کیفیت بیان کرسکتے ہین نہ اسکے صفتون کے - سب کوئی بن دیکھے بے سمجھے بجبر اقتضاء دلیل سے یا ایک دوسری کی تقلید سے اسکو مان رہا ہی - یہ مقدمہ بھی بمنزلہ اصول موضوعہ کے ہے و مع ذلک اسکا ثبوت نمبر سابق مین بصفحہ ۱۹۷ گذر چکا ہی

مقدمہ ثالثہ ہر موجود کے لئے محسوس ہونا - یعنے دیکھنے سننے چھونے چکھنے سونگھنے مین آجانا ضروری نہین ہے - جائز و ممکن ہے کہ ایک چیز موجود ہو اور وہ حواس مین نہ آوے - ایسی چیز کے وجود پر کوئی دلیل قائم ہو تو اسکی تسلیم واجب ہے اور اس سے انکار خلاف عقل - اسکی تمثیل جو بمنزلہ دلیل ہے وجود صانع عالم ہے - یا وجود روح جو حواس مین نہین آتے - اور بشہادت دلیل تسلیم کئے جاتے ہین -

مقدمہ رابعہ محال اور ممکن+ مجہول الکنہ مین فرق ہی - محال وہ ہی جسکا مفہوم وجود سے انکار کرے اور اسکا نہونا ضروری معلوم ہو جیسے اجتماع نقیضین ہی - یعنے ایک چیز کا ایک آن مین ایک ہی وجہ سے ہونا اور نہونا -

ممکن مجہول الکنہ وہ ہی جسکے مفہوم کو وجود سے انکار نہین ہی - اور اسکا نہونا ضروری نہین ہے بلکہ ہونا ضروری ہی یا ممکن و مع ذلک اسکی حقیقت و کیفیت سمجھہ و ادراک سے خارج ہے اسکی بھی تمثیل بمنزلہ دلیل ذات صانع یا وجود روح ہے - اول واجب الوجود ہی اور ثانی ممکن الوجود - و مع ذلک دونون مجہول الکنہ ہین -

یہ مقدمہ بھی معترفین وجود صانع

+ یہان ممکن سے ممکن بامکان عام مراد ہی جسمین سلب ضرورت جانب خلاف سے ہوتا ہی - اور وہ واجب اور ممکن خاص دونون کو شامل ہوتا ہی چنانچہ واقفان علم منطق پر مخفی نہین - **حاشیہ**

وہ وجود روح کے نزدیک بمنزلہ اصول موضوعہ کے ہے - نہ زیادہ بحث و استدلال کا محتاج نہیں و مع ذلک مقدمات سابقہ اسپر دلیل ہو سکتے ہیں - جو انہیں نزاع کرے وہ پہلے ان مقدمات کا جواب سوچ لے -

مقدمہ خامسہ موجودات عالم سے جس چیز کو انسان اپنی قوت انسانی سے جانتا ہے بواسطہ حواس خمسہ (دیکھنے سونگھنے - چکھنے ٹٹولنے - سننے) کی جانتا ہے - اور جو چیز منجملہ موجودات [illegible]

اسکو بقوت انسانی جان نہیں سکتا -

یہ مقدمہ بھی بمنزلہ اصول موضوعہ ہے یا یون کہئے کہ بداہت عقل سے ثابت ہے کسیکے نزاع و مقال کی یہان مجال نہیں و مع ذلک بذکر چند تمثیلات اسکی توضیح کیجاتی ہے *

تمثیلات

(۱) ہم سطح زمین کے مختلف الوان و مختلف اقسام دیکھتے ہیں - کہین سرخ کہین سیاہ کہین حجر کہین مدر کہین سخت کہین نرم ولیکن ہم کرہ زمین کے مرکز (یعنے بیچا بیچ کے نقطہ) کا حال نہیں جانتے اور اسکی کیفیت بتا نہین سکتے کہ وہ کس رنگ کا ہے - اور کیسا - بلکہ یہ بھی بتا نہین سکتے کہ وہ کونسا ہے - اور ٹھیک ٹھیک سطح زمین کا کہان ہے اسیطرح افلاک اور ستارون کے وہ کیفیات و حالات (جنکو ہم نہ آنکھہ سے دیکھ سکتے ہین نہ کسی آلہ سے دریافت کر سکتے ہین) جان نہین سکتے -

(۲) پیدائش عالم کی نسبت ہم انسانی طاقت سے یہ [illegible]

اور عالم کیونکر پیدا ہوا - اور وہ بعد فنا کے (جسکو ہم روزمرہ کی فانی اشیا مین دیکھتے ہین گو وہ بزعم تناسخیہ یا فلاسفہ صورۃ ہی کیون نہون) کیا ہو جاتا ہے -

(۳) خدا تعالے کی صفات و ارادات کو بھی ہم عقل سے جان نہین سکتے کہ وہ کیا کرتا ہے اور کیا کہتا ہے اور کیا چاہتا ہے اور کیا نہین چاہتا

اسکا سر یہ ہے کہ ارادات و صفات کا جاننا علم ذات کی فرع ہے - جب ہم اسکی ذات کو جان نہین سکتے تو اسکے

افعال وارادت کو کسطرح جان سکتے ہین -
وہ تو خدا ہی بیچون ہے جسکے ذات
وحقیقت ہماری ادراک سے باہر ہے
ہم اپنے ہمجنسون (جنکے حقیقت ہم پہچانتے
اور انکو آنکھ سے مشاہدہ کرتے ہین)
کی ارادات پر مطلع نہین ہوتے اور
کسیکے دل کی بات کو جب تک وہ خود نہ
بتا دے یا اسپر کوئی دلیل یا علامت نصب
نکرے جان نہین سکتے -
شائد نیچر کو مذہب بنانے والی اس مثال
[illegible]
ہو جاوین کہ خدا تعالے نے اپنی ارادت
پر دلیل و علامت (نیچر یا قانون قدرت)
قائم کر دی ہے - اس سے اسکی ارادت
ومرضیات پر اطلاع ممکن ہے - چنانچہ
دلائل وقرائن سے اپنے ہمجنسون کے ارادات
پر ہمارا مطلع ہونا تمہارے نزدیک بھی
مسلم ہے
ولیکن یہ نزاع انکی اسوقت بجا ہے
اور یہ دعوے تب زیبا ہے جبکہ وہ پہلے
وجود قانونِ قدرت کو مشخص کرین -

اور اسکا مرضیات وارادات الہی پر دلیل
وعلامت ہونا ثابت کر دکھاوین - اور
یہ امر ہنوز معرض عدم مین ہے کوئی دلیل
اسکے ثبوت پر قائم نہین ہے پس یہ نزاع
اور یہ دعوے جو اسکے ثبوت کی فرع ہے
کیونکر صحیح ولائق سماعت ہو سکتا ہے -
اور جو اسمین بحث وکلام ہے وہ بتفصیل
ہماری ابحاث سابقہ مین جو گاڈ شنس و نیچر
کے متعلق گذر چکے ہین موجود ہے -
اسمقام مین ایک تقریر متضمن تمثیل اسکی تائید
[illegible]

وھو ھذا

پیدائش عالم اور اسکی مرئی ومحسوس حالات
(جنمین کتھ بیونت عقل کو دخل نہین اور
انکو نیچر کہتے ہین ہمکو نزاع نہین) مین
عمدہ سی عمدہ چیز اپنی غرض کے مفید دیکھتے
ہین تو اسکے کرنے یا کام مین لانیکو متعلق
رضا وثواب وامر الہی نہین کہہ سکتے ایسا
ہی بری سی بری چیز اپنی غرض کے
مضر ومخالف کو دیکھتے ہین تو اسکے کرنے
اور کام مین لانیکو مورد غضب وعذاب

دمما نعت منجانب الٰہی قرار نہین دے سکتے

پہلی چیز کی مثال شکر منعم و تریاق السموم ہے
دوسری کی مثال کفران نعمت و زہر قاتل ہے
زہر کو ہم سبب ہلاکت جانتے ہین اور بحکم
عقل اسکے کھانے کو برا سمجھتے ہین اور اس سے
بچنا واجب جانتے ہین - پر اسبات کو
قبل اسکے کہ خدا تعالے اپنا حکم اسکی نسبت
ظاہر کرے - ہم خدا کیطرف نسبت نہین
کر سکتے - اور اسکے کھانے کو متعلق غضب
و عدا و ممانعت خداوندی ہی نہین کہہ سکتے
اور اسیر زہر کے نیچر یعنے اسکے وجود یا تاثیر
سمیت و ہلاکت کو دلیل و علامت نہین ٹھیرا
سکتے - اور اسکی وجہ کوئی نہین پاتے -
اگر ہم یہ خیال کرتے ہین کہ خدا تعالیٰ نے
اپنی خوشی سے انسان کی بنیاد قائم کی ہے
اور زہر اس بنیاد کی منہدم کرنیوالی چیز ہے
اسلئے اسکا کھانا خدا تعالے کی ناخوشی کا
متعلق ہوسکتا ہے - تو اسکے مقابلہ مین
ہمکو یہ بھی خیال آتا ہے کہ اگر اس بنیاد کا
قائم رکھنا خدا تعالے کی خوشنودی کا
متعلق ہے تو خدا تعالے اسکو خود کیون

منہدم کر دیتا ہے - ہزارون انسانون کو
(جنکا مرنا ہم پسند نہین کرتے) کیون مار
ڈالتا ہے؟ اسکی وجہ اگر یہ سوچین کہ اسکو
آپ منہدم کرنا اسکی خوشی مین داخل ہے
دوسرے کا منہدم کرنا وہ پسند نہین
کرتا - تو اسکے مقابلہ مین یہ خیال آتا ہے
کہ اور کوئی اسکو منہدم کرنا چاہتا ہے تو وہ
بدون استعانت وسائل قتل (جیسے زہر
تلوار - قوت بازو - دل خونخوار) اسکو منہدم
نہین کر سکتا اور ان وسائل کا بہم پہنچانا
خدا کا کام ہے پس اگر خدائے تعالے اسکا
منہدم کرنا پسند نہین کرتا تو اسکو وہ
وسائل کیون بہم پہنچا دیتا ہے - اور ان
وسائل ہلاکت کو اسنے پیدا ہی کیون
کیا -

اسی تقریر سے یہ بھی ثابت ہوسکتا
ہے کہ تریاق کو ہم صحت و سلامتی کا
سبب سمجھتے ہین - اور اسکے استعمال
کرنیکو بحکم عقل واجب جانتے ہین پر اس
اسبات کو خدا تعالیٰ کیطرف نسبت نہین
کر سکتے اور تریاق کے نیچر کو اسبات پر

کہ خدا اسکے کھانے مین راضی ہی دلیل نہین ہوسکتے
کفران نعمت کو آپسمین ایک دوسرے کے
حق مین بہت بُری چیز سمجھتے ہین اور اسکے
ضد شکر نعمت کو واجب خیال کرتے ہین ۔
ولیکن خدا تعالے کی نسبت ہم یہ باتین (بدون
اسکے کہ وہ ان باتونکو اپنی نسبت ظاہر کرے)
تجویز نہین کر سکتے اور مفہوم و لوازم کفر
و شکر سے جسکو نیچر سے تعبیر کرتے ہین وجوب
شکر و حرمت کفر نعماے الٰہی نکال نہین سکتے ۔
اسلئے کہ جو وجوہ حسن و قبح و وجوب و حرمت شکر
وکفر سے آپسمین کے شکر وکفر مین مشاہدہ کرتے ہین
وہ خدا کے شکر وکفر مین ممکن نہین دیکھتے ۔
ہم آپسمین کے شکر کا فائدہ شاکر کے حق مین یہ دیکھتے
ہین کہ شکر سے اسکی نعمت زیادہ ہوتی ہے
اور مشکور کے حق مین یہ کہ اسکی عزت زیادہ
ہوتی ہی - جس سے اُسکو فرحت پیدا ہوتی ہے
اور کفر کا نقصان محق کافر یہ دیکھتے ہین کہ اُس
سے نعمت چھینے جاتی ہے اور دنیا مین اسکو
سزا ملتی ہے ۔ اور بحق منعم جسکے حق مین کفر
ہوا یہ کہ اُسکی تعظیم مین قصور ہوتا ہے ۔
اسکے سبھی زیر انعام اسطرح کفر کرنے لگین تو
رفتہ رفتہ اُسکی عزت و تعظیم کا نام و نشان باقی
نہین رہتا - اس سبب سے اسکو رنج پیدا ہوتا
ہے - اور اس قسم کے فائدے و نقصان خدا کے
کفر و شکر مین ہرگز متصور نہین ہین ۔ خدا
کو نہ شکر سے کچھ فائدہ ہی نہ کفر سے نقصان
اسلئے کہ اُسکے کمالات غیر سے حاصل نہین
ہین ۔ رہا نفع و نقصان شکر وکفر بندہ شاکر
و کافر کا سو بھی بحکم عقل متصور نہین ۔ آخرت
مین کہو تو عقل اسکی اثبات و ادراک سے قاصر
ہے ۔ دنیا مین کہو تو وہ بھی تجویز و تسلیم عقل
سے باہر ہے جس حالت مین عقل صاف مشاہدہ
کر لے ہی کہ بارہا خدا تعالے کفر نعمت کو
بند نہین کرتا اور شکر پہ کچھ بڑھا نہین دیتا تو پھر
وہ کسطرح نفع و نقصان دنیاوی کو شکر و کفر
کے لوازم سے سمجھ سکتے ہی - اسباب مین
امام رازی نے کتاب **محصول**
مین عجیب بحث کی ہے ۔ اسکا نقل کرنا اسمقام
مین موجب زیادت بصیرت ناظرین معلوم
ہوتا ہے ۔

فقال الفصل الثامن فی ان شکر المنعم	آپ فرماتے ہین آٹھوین فصل اس بیان مین ہی کہ خدا کا شکر

غیر واجب عقلاً وقالت المعتزلۃ بوجوبہ عقلاً
لنا النص والمعقول اما النص فقولہ تعالیٰ وما کنا
معذبین حتی نبعث رسولا وقولہ تعالیٰ رسلاً مبشرین
ومنذرین لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسل
واما المعقول فہو انہ لو وجب لوجب اما لفائدۃ او
لا لفائدۃ والقسمان باطلان فالقول بالوجوب باطل
انما قلنا انہ لا یجوز ان یکون لفائدۃ لان تلک الفائدۃ
اما ان یکون عائدۃ الی المشکور او الی غیرہ - والاول
باطل لانہ تعالیٰ منزہ عن جلب المنافع ودفع المضار
والثانی باطل لان الفائدۃ العائدۃ الی الغیر اما
جلب منفعۃ او دفع مضرۃ لا جائز ان یکون
ذلک لجلب المنفعۃ لوجوہ الاول ان جلب النفع
غیر واجب فی العقل فما یفضی الیہ اولی ان لا
یجب - الثانی انہ یمکن خلو الشکر عن جلب النفع
لان الشکر لما کان واجبا فاداء الواجب
لا یقتضی شیئا آخر
الثالث ان اللہ تعالیٰ قادر علی ایصال کل المنافع
بدون عمل الشکر فیکون توسیط ہذا الشکر
غیر واجب عقلاً ولا جائز ان یکون لدفع المضرۃ
عاجلۃ وہو باطل لان الاشتغال بالشکر
مضرۃ عاجلۃ فکیف یکون دفعا للمضرۃ

[illegible] شرح مواقف

بحکم عقل واجب نہیں ہو سکتا - معتزلہ کہتے ہیں وہ عقل
سے واجب ہے - ہماری دلیل عدم وجوب پر نقلی بھی ہے
اور عقلی بھی **نقلی** یہ کہ خدا نے فرمایا ہے ہم کبھی عذاب
نہیں کرنیوالے جب تک رسول نہ بھیجیں - اور فرمایا
رسول خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے
ہمنے اسلئے بھیجے ہیں کہ پھر لوگوں کو اللہ کے سامنے
کوئی عذر باقی نہ رہے **دلیل عقلی** یہ کہ اگر شکر
واجب ہو تو کسی فائدہ کے لئے ہوگا یا بلا فائدہ
اور یہ دونو صورتین یہان ممکن نہیں - فائدہ کی
صورت اسلئے ممکن نہیں کہ فائدہ کیا تو خدا کے
لئے تجویز ہوگا اور کیا بندہ کے لئے
خدا کے لئے تو ہو نہیں سکتا - اسلئے کہ وہ لوگون
سے فائدہ اُٹھانے اور لوگوں کے ضرر سے
بچنے سے پاک ہے بندہ کا فائدہ اسلئے ممکن
نہیں کہ وہ فائدہ کیا تو منفعت لینی کا ہوگا اور کیا کسی ضرر
کے اُٹھانیکا منفعت لینی کا فائدہ تو تین وجہ سے ناممکن ہے
از انجملہ وجہ سوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سبھی منفعتیں بلا واسطہ
شکر بھی پہنچا سکتا ہے (بلکہ پہنچا رہا ہے) پس شکر
کو تحصیل منفعت کا وسیلہ بنانا واجب نہوا - اور
ضرر اُٹھانے کی منفعت اگر دنیا مین کہو تو غلط ہے
اس لئے کہ شکر میں مصروف ہونا (یعنے نماز

† دو وجہ اول لائق فہم عوام نہ تھی اسلئے انکا ترجمہ نہوا ۱۲ حاشیہ

العاجلة واما ان یکون لدفع مضرة آجلة وهو باطل لان القطع بحصول المضرة عند عدم الشکر انما یمکن اذا کان المشکور یسره الشکر ویسوءه الکفران فاما من کان منزها عنهما استوی الشکر والکفران بالنسبة الیه فلم یمکن القطع بحصول العقاب علی ترک الشکر بل احتمال العقاب علی الشکر قائم من وجوه اربعة احدها ان الشاکر ملک المشکور فاقدامه علی الشکر بغیر اذنه تصرف فی ملک الغیر بغیر اذنه من غیر ضرورة وهو لا یجوز

وثانیها ان [illegible] اذا حاول [illegible] المولی علی انعامه علیه استحق التادیب لان اشتغال بالشکر اشتغال بالمجازاة فوجب ان لا یجوز

وثالثها ان من اعطاه الملک العظیم کسرة من الخبز او قطرة من الماء فاشتغل المنعم علیه فی المحافل العظیمة بذکر تلک النعمة وشکرها استحق التادیب وکل نعم الله الدنیا بالقیاس الی خزائن الله تعالی اقل من تلک الکسرة بالقیاس الی خزانة ذلک الملک فلعل الشاکر یستحق العقاب بسبب شکره

اور ذکر کرنا وغیرہ) دم نقد تکلیف ہی پس اسمین دنیاوی ضرر کا اٹھانا کیا ہوا اور اگر آخرت مین کہو تو ناممکن ہی اسلیئے کہ شکر نکرنے پر ضرر تب متیقن ہو سکتا ہی جب خدا کو شکر سے فرحت ہو اور کفر سے رنج پہنچے - جب وہ اُن سے پاک ہے تو ترک شکر پر حصول ضرر متیقن نہین ہے - بلکہ اداے شکر پر چار وجہ سے عذاب کا احتمال ہے

(۱) بندہ شاکر خدا کا ملک ہے (اور اسکا شکر وغیرہ افعال بھی اسکے ملک) پس اسکا بدون اجازت مالک شکر کرنا خدا کے ملک مین بلا اجازت تصرف کرنا ہے جو جائز نہین -

(۲) جب غلام اپنے مالک کو اُسکے انعام پر جزا دینا چاہے تو وہ سزا کے لائق ہوتا ہے - اور شکر سے مشتغل ہونا یہی کام ہے - پس یہ بھی جائز نہونا چاہیے

(۳) جسکو ایک بڑا بادشاہ ایک ٹکڑا روٹی کا یا ایک قطرہ پانی کا دے اور وہ بڑے بڑے مجلسون میز اس ادنی چیز پر بادشاہ کا شکریہ ادا کرنے لگے تو وہ مستحق سزا ہوتا ہی اور دنیا کی تمام نعمتین جنپر بندہ شکر کرنا چاہتا ہی خدا تعالے کے خزانون سے وہی ٹکڑے کی نسبت رکھتی ہین پس شاید وہ اس شکر کے سبب عذاب کا مستحق ہو

ورابعها لعله لا يهتدي الى الشكر اللائق فياتي بغير اللائق فيستحق العقاب

(۴) یہ عقل ہی اسکا شکر کریگا تو شاید وہ طریق شکر جو اسکے لائق تھا اسکو نہ ملے اور جو شکر اسکے لائق نہیں وہ بجالاوے پس عذاب کا مستحق ہو جاوے

وانما قلنا انه لا يمكن ان يجب لا لفائدة لوجهين -

(یہ تو فائدہ ہونیکی شق پر کلام ہی) اور جو ہمنے کہا ہی کہ بلا فائدہ بھی وجوب شکر کی صورت ناممکن ہے اسکی دو وجہ ہین

الاول ان ذلك عبث وانه قبيح

(۱) بلا فائدہ کام عبث کہلاتا ہی اور وہ قبیح ہی

والثاني ان المعقول من الوجوب ترتب الذم والعقاب على الترك فاذا فقد ذلك [illegible] الوجوب

(۲) وجوب کے معنے یہی ہین کہ اسکے نکرنے پر عذاب و ملامت ہو - اور جب یہ امر مفقود ہے (اختیار [illegible]) تو وجوب کیونکر ممکن ہے

(نقل اعتراضات و معارضات معتزلہ)

فان قيل لم لا يجوز ان يقال يجب لمجرد كونه شكرا وذلك لان وجوب كل شي لو كان لاجل شئ آخر لزم التسلسل فثبت انه لابد وان ينتهي الى ما يكون واجبا لذاته وعندنا الشكر واجب لنفسه كونه شكرا كما ان دفع الضرر عن النفس واجب لنفس كونه دفعا للضرر ولذلك فان العقلاء يعلمون وجوبه عند ما يعلمون كونه شكر النعمة وان لم يعلموا جهة

(۱) اگر کوئی معتزلی وغیرہ اعتراض کرے کہ ہم کہہ سکتے ہین کہ شکر بذات خود شکر ہونیکے سبب سے واجب ہے اسکے وجوب کے لئے اور وجہ تلاش کرنیکی کچھ ضرورت نہین ہی - ورنہ سلسلہ وجوہات ختم نہو - جو وجہ نکالی جاوے اسکی وجہ اور نکالنی پڑیگی اسلئے ضرور ہوا کہ شکر کو بذات خود واجب کہا جاوے چنانچہ دفع ضرر ضرر ہونیکے سبب سے واجب ہی اسلئے عقلا بجرد علم اسبات کے کہ وہ شکر ہے اسکو واجب جانتے ہین اگرچہ اسکی وجہ نہین پہچانتے -

(ابن الحاجب)

نزلنا عن هذا المقام فلم لا يجوز ان يقال وجب الشكر عليه لدفع ضرر الخوف وذلك لانه يجوز ان يكون خالقه طلب منه ان يقضي الشكر على ما انعم به عليه فلو لم يقدم على الشكر كان مستوجبا للذم والعقاب اقصى ما في الباب ان يقال انه كما يجوز هذا يجوز ايضا ان يكون قد منعه من الشكر لتلك الوجوه الاربعة المذكورة في الاستدلال لكن الظن الاول اغلب لان المشتغل بالخدمة والمواظب على الشكر احسن حالا من المعرض عن الخدمة والمتغافل عن الشكر

واما تمثيل نعم الله تعالى بكسرة الخبز فليس بجيد لان خلقه العبد واحياءه واقداره وما منحه من كمال العقل وتمكنه من انواع النعم اعظم من جميع خزائن ملوك الدنيا ثم ما اكرمهم به بعد تمام هذه النعم من بعثة الرسل اليهم وانزال الكتب عليهم وقد صرح داود وسليمان عم بالشكر في قوله تعالى وقالا الحمد لله الذي فضلنا على كثير من عباده المؤمنين وليس بعجب اذا كان تعالى قادرا على اصناف ما منحه

(۲) ہمنے اسبات کو چھوڑا پھر بھی یہ کہ سکتے ہین کہ شکر ضرر خوف کے اٹھانے کے لیئے واجب ہے کیونکہ احتمال ہے کہ اسکے خالق نے اس سے بعوض نعمت پر لے سرے کا شکر چاہا ہو سو اگر یہ اسکی طرف متوجہ نہوگا تو عذاب کا مستحق ہوگا -

(۳) اسمین بھی بہت کہوگے تو یہ کہوگے کہ جیسا یہ احتمال ہے ویسا ہی شکر کی ممانعت کا بھی احتمال ہے چنانچہ تمنے چار وجہ سے اسکو مدلل کیا ہے ولیکن احتمال اول یعنے شکر کا طلب کرنا غالب ہے اسلیئے کہ خادم اور شکر کا ملتزم بے پرواہ غافل سے اچھا ہوتا ہے

(۴) اور جو ٹکڑے کی تمثیل لائی ہو وہ اچھی نہین اسلیئے کہ خدا کا بندہ کو پیدا کرنا - نیک و بد کی طاقت دینا - عقل عطا کرنا - اقسام نعمتونپر قادر کرنا - تمام سلاطین دنیا کے خزانون سے بڑی چیز ہے - پھر ان نعمتون کے بعد رسولونکا بھیجنا اور کتابون کا اوتارنا -

اسیواسطے داؤد و سلیمان عم نے کھول کر کہا ہے کہ خدا کا شکر ہے جسنے ہمکو اپنی بہت سے مومن بندونپر بزرگی دی ہے اور یہ کچھ ضرور نہین کہ جس حالت مین خدا ان نعمتون کے نسبت جو بندونکو اسنے

علیه من النعم ان یستحقر ما منح ایاهم
کما ان الملك اذا اعطی قناطیر ذهب
فانه لا یستحقر ذلك لاجل ان خزائنه
بقیت مشتملة علی اضعاف مضاعفة
علی ما اعطی

سلمنا ان وجوبه لیس لفائدة زائدة
فلم لا یجوز ذلك - قوله انه عبث والعبث
قبیح - قلنا انتم تنکرون القبح العقلی
فکیف تمسکتم به فی هذا الموضع

سلمنا ان ما ذکرتموه یوجب ان لا یجب
الشکر عقلا لکنه یوجب ایضا ان لا یجب
شرعا فانه یقال انه تعالی لو اوجبه لا وجبه
اما لفائدة او لا لفائدة الی آخر التقسیم
ولما کان ذلك باطلا بالاتفاق
فکذا ما ذکرتموه

دی ہین بہت سی نعمتونکا مالک وقادر ہے تو وہ
ان نعمتون کو جو بندونکو دے چکا ہی ذلیل سمجھے
جیسے کوئی بادشاہ اگر کسیکو بہت سی خزانے
بخشدے تو وہ اس نظر سے کہ اُسکے پاس اسکی
نسبت کئی حصہ زیادہ باقی ہین اُن دئے ہوئے
خزانونکو حقیر نہین سمجھتا

(۵) ہمنے یہ بھی مانا کہ شکر کا کوئی فائدہ بن نہین
سکتا - ولیکن یہ امر یعنی بلا فائدہ شکر کیون منع ہے؟
اسکی وجہ جو تمنے بیان کی ہی کہ وہ عبث کہلاتا ہی
اور عبث قبیح ہوتا ہی اسمین ہم کہتے ہین کہ تم تو احسن و
قبح عقلی کے قائل ہین پھر یہان اس سے کیون
دست آویز کرتے ہو

(۶) ہمنے یہ بھی مانا کہ تمہاری دلیل سے ثابت ہوا کہ
شکر بحکم عقل واجب نہین ہے ولیکن اسی دلیل
سے یہ بھی تو ثابت ہوتا ہی کہ وہ بحکم شرع بھی واجب
نہو کیونکہ اسمین بھی یہ کہا جاسکتا ہی کہ اگر خدا نے
شکر واجب کیا ہی تو کسی فائدہ کے لئے واجب
کیا ہی یا بلا فائدہ - فائدہ کے لئے کہو تو ممکن نہین
نہ خدا کو اس سے فائدہ نہ بندونکو - بے فائدہ کہو
تو عبث ہی اور یہ امر تو تمہارے نزدیک بھی باطل
ہے - ایسا ہی وہ جو تمنے ہمارے مقابلہ مین ذکر کیا ہے

سلمنا صحة دليلكم ولكنه معارض بوجوه

الاول ان وجوب شكر المنعم مقرر فی بداهة العقول وما كان كذلك لم يكن الاستدلال علی نقيضه قادحا فيه

الثانی وهو ان من وصل الی طريقين وكان احدهما آمنا والآخر مخوفا فان العقل يقتضی سلوك الطريق الآمن دون الطريق المخوف وههنا الاشتغال بالشكر طريق آمن والاعراض عنه مخوف فكان الاشتغال [illegible]

الثالث انه لو لم يجب الشكر فی العقول لم يجب طلب معرفة الله تعالی ايضا لانه لا فرق فی العقل بين البابين ولو لم يجب طلب معرفة الله فی العقول لزم افحام الانبياء لانهم اذا اظهروا المعجزة قال المدعو لهم لا يجب علينا النظر فی معجزتكم الا بالشرع ولا يستقر الشرع الا بنظرنا فی معجزتكم فاذا لم ننظر فی معجزتكم لا نعرف وجوبه علينا وذلك يقتضی افحام

(۷) ہمنے یہ بھی مانا کہ تمہاری دلیل صحیح ہے لیکن اسکے مقابلہ مین دلائل مثبت وجوب شکر بھی موجود ہین۔

دلیل اول وجوب شکر منعم بداہت عقل سے ثابت ہوتا ہے اور جو ایسا بدیہی امر ہو اسکے خلاف یہ دلیل کچھ اثر نہین رکھتی اور اسکو توڑ نہین سکتی۔

دلیل دوم جو دو راستون پر پہنچے جنمین سے ایک امن کا راستہ ہو دوسرا خوف کا تو اسکی عقل بھی چاہتی ہے کہ امن کے راستہ چلے نہ براہ خوف۔ اور طریق شکر مین امن ہے اور اس سے بے پرواہ ہونا سبب [illegible]

دلیل سوم اگر شکر خدا بحکم عقل واجب نہو تو خدا کی معرفت بھی واجب نہو کیونکہ اسمین اسمین کچھ فرق نہین اور اگر خدا کی معرفت بحکم عقل واجب نہو تو رسولونکا ساکت کر دینا لازم آوے۔ اسلئے کہ جب رسول معجزہ ظاہر کرینگے تو لوگ انکو یہ کہہ سکینگے کہ تمہاری معجزہ مین فکر کرنا بجز حکم شرع ہمپر واجب نہین۔ اور شرع کا قرار پانا بجز ہماری فکر و تامل کے تمہارے معجزات مین ممکن نہین۔ جب ہم تمہارے معجزہ مین نظر نکرینگے تو ہم اس وجوب کو نجانینگے۔ اسمین رسول ساکت ہو جاوینگے۔

والجواب

قوله لم لا یجوز ان یجب الشکر لنفس کونه شکرا - قلنا قولنا لو وجب لوجب اما الفائدة او لا لفائدة تقسیم دائر بین النفی و الاثبات فلا یحتمل الثالث البتة

وایضا فقولکم انه وجب لکونه شکرا معناه ان کونه شکرا یقتضی ترتب الذم او العقاب علی ترکه وهذا داخل فیما ذکرناه فلا یکون هذا قسما زائدا علی ما ذکرناه

قوله انما وجب علیه دفعا للضرر الخوف

قلنا قد بینا ان الخوف حاصل فی فعل الشکر کما انه حاصل فی ترکه - واذا حصل الخوف علی الامرین کان البقاء علی الترک بحکم الاستصحاب اولی - فان لم یثبت اولویة الترک فلا اقل من ان لا یثبت القطع بوجوب الفعل

ان اعتراضات و معارضات کے جواب

(۱) انکا یہ کہنا کہ شکر بذات خود واجب ہو سکتا ہی اسمین ہم یہ کہتے ہین کہ ہمارا یہ قول واجب ہوگا تو دو ہی صورت سے ہوگا فائدہ کے لئے یا بلا فائدہ یہ ایسی تقسیم ہی جو نفی و اثبات دو قسم متناقض مین دائر ہی جسمین تیسرے قسم کا احتمال نہین (پس اگر بذات خود واجب ہوا تو ان دو قسمون سے خارج نہوگا - اور یہ دونو ناممکن ہین پس واجب ہوگا تو کیونکر ہوگا

اور تمہارا یہ کہنا کہ وہ شکر ہونیکے سبب واجب ہی اسکے یہ معنی ہین کہ اسکا شکر ہونا اسکے ترک پر عذاب کا مقتضی ہے - یہ کچھ نیا قسم نہین ہی - انہین اقسام مین داخل ہے جنکو ہم ناممکن کہہ چکے ہین -

(۲) انکا یہ قول کہ وہ دفع ضرر خوف کے لئے واجب ہے اسمین ہم کہتے ہین کہ ہم (بوجوہ اربعہ) بیان کر چکے ہین کہ فعل شکر مین بھی خوف موجود ہی جیسا اسکے ترک مین - (تمہارے نزدیک) ہی - اور جب دونو امر مین خوف ہوا تو ترک شکر پہ قائم رہنا بحکم استصحاب† بہتر ہوا - یہ بہتری ثابت (و مسلم) نہو تو کم سے کم اتنا تو ثابت ہوا کہ وجوب فعل شکر یقینی نہین ہی -

† ایک چیز کو اسکے سابق یا اصلی حالت پر رہنے دینا ۱۲

قوله الاشتغال بالخدمة اولی
قلنا هذا مسلم فی حق من یفرح
بالخدمة ویتاذی بالاعراض فاما
فی حق من لا یجوز الفرح والغم علیه
فمحال - وایضا نمثل هذه التراجیح
لا تفید الا الظن

قوله لا یجوز تشبیه نعم الله بکسرة
الخبز قلنا التشبیه واقع فی النسبة
لا فی المقدار ونحن لا نشك ان جمیع
نعم الدنیا بالاضافة الی خزائن الله
اقل من الكسرة بالاضافة الی خزائن ملوك الدنیا

قوله الحکم بکون العبث قبیحا لا یصح
الا مع القول بالقبح العقلی وانت
لا تقول به قلنا ان اصحابنا رحمہم انما
تکلموا فی هذه المسئلة بعد تسلیم
التقبیح العقلی لیبینوا ان کلام المعتزلة
ساقط فی هذا الفرع مع تسلیم ذلك
الاصل

(۳) انکا یہ کہنا کہ خدمت مین لگے رہنا غفلت و
بے پروائی سے بہتر ہے اسمین ہم یہ کہتے ہین
کہ یہ قاعدہ اس شخص کی نسبت مسلم ہے جسکو
خدمت فرحت پہنچے - اور نوکر کی بے پروائی سے
تکلیف ہو - اور جو غم و فرحت دونون سے پاک
ہو اسکی نسبت یہ تجویز ناممکن ہے - علاوہ ایسی
وجوہات سے بجز ظن کچھ حاصل نہین ہوتا اور اثبات
وجوب کے لئے قطعیت درکار ہے

(۴) انکا یہ قول کہ ٹکڑے سے تشبیہ دینی صحیح نہین
ہے - اسمین ہم یہ کہتے ہین کہ یہان تشبیہ ایک
نسبت مین دی گئی ہے - نہ مقدار مین - اور اسمین
ہمکو شک نہین ہے کہ دنیا کی تمام نعمتین بہ نسبت
خزائن الہی اس ٹکڑے سے بھی کم ہین

(۵) انکا یہ قول کہ عبث کو قبیح کہنا حسن و قبح کو عقلی
کہنے کے سوای صحیح نہین - اور تم اسکے قائل
نہین - اسمین ہم یہ کہتے ہین کہ ہمارے علماء نے
معتزلہ کے حسن و قبح عقلی کو بطور تنزل مان کر
یہ گفتگو کی ہے اور معتزلہ کو یہ بات سمجھائی ہے
کہ معتزلہ کا حسن و قبح کو عقلی مان کر بحکم عقل
شکر کو واجب کہنا ساقط الاعتبار ہے - یعنے
حسن و قبح کو عقلی ماننے وجوب شکر کا ثبوت ناممکن ہے

قولہ هذا يقتضى ان لا يحسن ايجاب الشكر من الله تعالى **قلنا** غرضنا من الدليل الذي ذكرناه بيان انه لو صح التحسين والتقبيح العقلى لما امكن القول بايجاب الشكر لا عقلا ولا سمعا و **قد** بقى ان يقال فانتم كيف اوجبتموه شرعا قلنا لان من مذهبنا انه لا يجب تعليل احكام الله تعالى وافعاله بالاغراض فله بحكم المالكية ان يوجب ما شاء من غير فائدة ومنفعة اصلا وهذا مما لا يتمكن الخصم من القول به

(اور یہ دلیل ہمارے علمار کے الزامی ہی)

(۶) انکا یہ قول کہ تمہاری دلیل اسبات کی مقتضی ہے کہ شکر بحکم خدا بھی واجب نہو اسمین ہم یہ کہتے ہین کہ اس دلیل سے ہمارا یہ مقصود ہی کہ اگر حسن وقبح عقلی صحیح ہو تو وجوب شکر سے قائل ہونا عقلا ہو خواہ شرعًا ممکن نہین ہے سو ثابت ہو چکا ہی **رہا یہ سوال** کہ تمنے شکر کو بحکم شرع کیونکر واجب سمجھا اسکا **جواب** یہ ہی کہ ہماری مذہب مین خدا کے افعال واحکام کا کسی غرض کے سبب سے ہونا ضرور نہین ہے (یعنے اسکے افعال معلل بالاغراض [illegible] نہین) اسکو اپنی مالک ہونیکی جہت سے اختیار ہی کہ جس شخص پر جو کچھ چاہے واجب کرے گو اسمین کچھ فائدہ و منفعت نہو - اور یہ بات ہماری خصم یعنی معتزلہ وغیرہ نہین کہہ سکتے (اسلیئے کہ وہ حسن وقبح اشیار کو عقلی کہتے ہین اور جس چیز کا حسن عقلا ثابت نہو اسکا صدور خدا سے محال جانتے ہین) پس یہ سوال ہماری اوپر سے اُٹھ گیا (اور انپر ویساہی قائم رہا)

مترجم کہتا ہی اس مذہب پر عقلی دلیل یہ ہی کہ اغراض سے استغنا اس خداوند تعالی کے مفہوم حقیقت مین داخل ہی - اور اسکی صمدیت اور قیومیت اور وجوب وجود کے لئے ذاتی لازم - اور نقلی دلائل بہت سی آیات ہین از انجملہ یفعل اللہ ما یشاء و از انجملہ ان اللہ یحکم ما یرید و از انجملہ لا یسئل

عما یفعل وھم یسئلون - بنابرانہ ہب کے اشعریہ (جنمین سے جناب مصنف ہین) یہ کہہ سکتے ہین کہ جس شکر کو ہم قبل ورود شرع واجب نہ کہہ سکتے اور اسکی وجہ حصول منفعت یا دفع مضرت نہ بتا سکتے اسکو ہم بحکم خداوند تعالے واجب کہینگے گو پہر بھی اسکی وجہ کوئی نبتاوین - اور جس کفر کو ہم قبل ورود شرع حرام نہ کہتے اور اسکی حرمت کی وجہ (خوف مضرت یا فوت منفعت) بیان نکرسکتے اسکو ہم بحکم خداوندی حرام ٹہیراوین گے گو اسکی اور وجہ حرمت پہر بھی بیان نکرسکین اور ماتریدیہ (جنکے ساتھ اس مسئلہ مین ہم متفق ہین) یہ کہہ سکتے ہین کہ کفر مین فی نفسہ برائی تھی اور خدا کی ناخوشی (جسکو ہم آپسمین کے کفر مین دیکھتے اور قبل ورود شرع اسکو خدا کے کفر مین تجویز نکرسکتے) اسلئے خدا نے اسکو حرام فرمایا - اور اسکو سبب نقصان وحرمان ٹہیرایا اور شکر مین فی نفسہ خوبی تہی اور خدا کی خوشنودی (جسکو ہم آپسمین کے شکر مین مشاہدہ کرتے اور شکر خدا مین قبل ورود شرع اسکو تجویز نکرسکتے) اسلئے خدا نے اسکو واجب کیا اور اسکو ہمارے فائدہ کا سبب ٹہیرادیا - فقال عز من قائل - لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید - اور ساتھ اسکے یہ بھی کہدیا کہ جس شکر کو خدا تعالیٰ دوست رکھتا ہی - اسکا وہ محتاج نہین - اور نہ وہ اس سے فائدہ اٹھاتا ہی - اور جس کفر کو ناپسند فرماتا ہی اسمین اسکا ضرر نہین اور نہ تکلیف پاتا ہی - کما قال ھو بنفسہ ان تکفروا فان اللہ غنی عنکم ولا یرضی لعبادہ الکفر وان تشکروا یرضہ لکم - اب اگر کوئی اسکی وجہ پوچھے اور یہ سوال کرے کہ شکر وکفر مین اسکی ذاتی منفعت ومضرت نہین تو وہ شکر کو دوست کیون رکھتا ہے اور کفر کو برا کیون سمجھتا ہے اور جس حالتمین وہ بندونکا مالک ومتصرف ہے اور انکو بلاواسطہ سبب نفع ونقصان پہنچا سکتا ہی تو پہر اسنے شکر وکفر کو سبب نفع ونقصان کیون ٹہیرایا - تو اسکا جواب یہی ہی کہ اسکی وجہ ہم نہین جانتے اور باوجود نہ جاننے کے اسکو تسلیم کرنا بحکم مقدمہ رابع صحیح سمجھتے ہین جیسے کہ ہم خدا کے افعال (عالم کو پیدا کرنا - اور انکو خاص خاص صفتین صورتین عطا کرنا) کی وجہ نہین جانتے ومع ذلک بلا وجہ انکو تسلیم کررہے ہین - جو ہماری اس تسلیم کو ناجائز بتلادے اور خدا کی ہر بات کا تسلیم کرنا دریافت وجہ پر موقوف ٹہرادے وہ افعال ذیل کے وجوہات بتلادے

(۱) خدا نے عالم کو کیون بنایا (۲) اگر کہو اظہار قدرت یا طلب عبادت کے لئے تو پھر یہ سوال ہی کہ اسکو اظہار قدرت یا عبادت کی کیا حاجت تھی - (۳) انسان کو ناطق اور گدھے کو ناہق کیون کیا - (۴) آگ کو جلانے والی اور پانی کو بجھانے والا کیون بنایا (۵) آفتاب کو بذات خود روشن اور چاند کو بذات خود مظلم کیون کر دیا وعلیٰ ہذا القیاس اور اگر ان افعال کی وجوہات بیان نہ کر سکے اور ان سوالات کو تجویز مجہولیت ذاتیہ کے متضمن سمجھکر فضول قرار دے تو انہین افعال الٰہی پر احکام الٰہی کو خیال کرلے اور اس سوال کو ان سوالات کیطرح فضول سمجھے - **اس جواب کی تسلیم** مین ہمارے مخاطبین اہل اسلام معتزلہ اور آریہ کو جائے کلام نہین - اور افعال و احکام الٰہی کو بلا تفاوت یکسان مانتے ہین کوئی عذر نہین **رہی وہ** وہ لوگ جو نبی کو نہین مانتے - اور انسان کے مکلف باحکام ہونیکو حق نہین جانتے سو البتہ اسمین یہ کہین گے کہ آفتاب یا انسان یا اور مخلوقات کو تو ہم آنکھہ سے مشاہدہ کرتے ہین اسلئے انکو جس صفت یا کیفیت پر دیکھتے ہین اسکو خدا کیطرف سے سمجھتے ہین گو اسکی پیدائش کی وجہ نہین جانتے - انسان [illegible] مکلف باحکام [illegible] معلوم ایسا [illegible] نہان [illegible] ہین کہ اسکو مان لین اور بلا دریافت اسکی وجہ و کیفیت کی اسکو حق جان لین - انکی اس بات کا جواب عنقریب دیا جاوے گا اور بدلائل عقلیہ یہ امر ثابت کیا جاویگا - کہ جیسے انسان کا وجود و جسم آنکھہ سے نظر آتا ہے ویسا ہی اسکا مکلف باحکام ہونا بچشم عقل دکھائی دیتا ہے فلیصبروا ولینتظروا ۱۲

حاشیہ

واما قولہ وجوب الشکر معلوم بالضرورۃ

قلنا فی حق من یسرہ الشکر ویسوءہ الکفران اما فی حق من لا یکون کذلک فلا نسلم

فان قلت بل وجوبہ علی الاطلاق

(۷) اور جو انہون نے (ہمارے معارضہ مین دلائل قائم کئے ہین وازانجملہ دلیل اول مین کہا ہے کہ وجوب شکر بداہتہ معلوم ہے - اسمین ہم یہ کہتے ہین کہ جسکو شکر سے سرور پہنچے اور کفر سے اسکو رنج پہنچے اسکے حق مین یہ بداہت مسلم ہے ولیکن جو ایسا نہو - (جیسے خداتعالےٰ) اسکے حق مین مسلم نہین ہے

اسمین اگر تم کہو کہ وہ وجوب ہر کسیکے حق مین بھی ہے

معلوم بالضرورة وانت مكابر فى
ذلك الانكار

قلتُ احلف بالله وبالايمان التى
لا مخارج عنها انى راجعت عقلى
وذهنى وطرحت الهوى والتعصب
فلم احد عقلى قاطعا بذلك فى حق
من لا يصح عليه النفع والضرر بل
ولا ظانا فان كنتم بتمونا فى ذلك
كان ذلك لجاجا ولن تسلموا الضيا [illegible]
واما قوله ترجيح الطريق الامن على
الطريق المخوف من لوازم العقل قلنا
نعم لكنا بينا ان كلا الطريقين مخوف
فوجب التوقف

قوله انه يفضى الى افحام الانبياء
قلنا العلم بوجوب النظر والفكر ليس
ضروريا بل نظريا فللمدعو ان
يقول انما يجب على النظر فى معجزتك
لو نظرت فعرفت وجوب النظر لكنى لا انظر
فى انه هل يجب على النظر ام لا واذا
لم انظر فيه لا اعرف وجوب

اور تم اسکے انکار مین مکابر (یعنے بیفایدہ جھگڑالو) ہو
مین اسکے جواب مین کہونگا کہ مین خدا کی قسم اور سب
قسمین جنسے خلاصی نہو کہاتا ہون مینے اپنی عقل
اور ذہن کیطرف رجوع کیا اور نفسانیت و تعصب کو
برطرف کردیا - پہر مینے اپنی عقل کو اس شخص کے
شکر کی نسبت جسکو اس سے نفع و نقصان نہو یقین بلکہ
ظن وجوب پر بھی نہین پایا - پہر بھی تم ہمکو جھوٹا سمجھو
تو یہ تمہارا بیفائدہ جھگڑا ہے اور جو بات تم ہماری طرف
منسوب کرتے ہو ویسی بات سے تمہاری خلاصی نہین۔
اور جو (دلیل دوم مین) کہاہے کہ امن کی راہ
کو خوف کے راہ پر ترجیح دینا عقل کا لازمہ ہے - اسمین
ہم یہ مانتے ہین کہ یہ قاعدہ بیشک صحیح ہے لیکن ہم
بیان کرچکے ہین کہ یہان دونو راستون مین خوف
ہے - پس توقف کرنا بحکم استصحاب واجب ہے

اور جو (دلیل سوم مین) کہاہے کہ شکر بحکم عقل واجب
نہو تو اس سے انبیاء کا ساکت ہوجانا لازم آتاہے
اسمین ہم کہتے ہین کہ (جو الزام تمنے ہمپر لگایا ہے یہ تمہاری
طرف عاید ہوتا ہے اسلیے کہ) دلائل مین غور و فکر
کرنیکا واجب ہونا بدیہی امر نہین ہے بلکہ نظری
ہے جو فکر و تامل سے معلوم ہوتا ہے - بناءً علیہ جب کسی
شخص کو رسول اسلام کیطرف بلاویگا تو وہ شخص

النظر فی معجزتك فيلزم الافحام

فان قلت بل اعرف بضرورة العقل
وجوب النظر علیّ قلت هذا مکابرة
لان وجوب النظر علی یتوقف علی العلم بان
النظر فی هذه الامور الالٰهية يفيد
العلم وذلك ليس بضروری بل نظری
خفی فان كثيرا من الفلاسفة قالوا
فكرة العقل تفيد اليقين فی الهندسيات
والحسابيات فاما فی الامور الالٰهية
فلا تفيد الا الظن - ثم بتقدير ان ثبت
كونه مفيدا للعلم فانما يجب الاتيان
به لو عرف ان غيره لا يقوم مقامه فی
افادة العلم وذلك مما لا سبيل اليه
الا بالنظر الدقيق

یہ کہدیگا کہ تمہارے معجزہ مین غور و تامل کرنا مجھپر
تب واجب ہے - جب مین پہلے دلائل مین غور کرنیکو
سوچون اور اسکا واجب ہونا جان لون - ولیکن میں اسباب
مین غور نہین کرتا (اور یہ بات کہ مجھپر تمہارے معجزہ
مین غور کرنی واجب ہے - یا نہین نہین سوچتا) جب
اسکو نہ سوچونگا اور تمہارے معجزہ مین فکر کرنیکو واجب
نہ جانونگا - اسمین بھی رسول کا ساکت ہونا لازم
آتا ہے

اسمین اگر تم اعتراض کرو کہ دلائل مین غور و تامل کرنیکا
وجوب ہم پر بداہت عقل سے جانتے ہین تو مین جواب
[illegible]
مین کہونگا کہ یہ دعوی بیفایدہ جھگڑا ہے - دلائل مین
غور کرنیکو ہم تب واجب سمجھین جب (دو باتون کو)
جان لین (اول یہ) کہ ایسے امور الٰہیہ مین دلائل
بحث کرنے سے یقین حاصل ہوجاتا ہے - اور یہ امر
بدیہی نہین ہے بلکہ مخفی نظری ہے جو سوچنے سے
حاصل ہوتا ہے چنانچہ بہتیرے فلسفیون نے کہہ کہا ہے
کہ عقل کے غور و فکر ہندسہ حساب کے علوم مین تو یقین حاصل
ہوتا ہے - ولیکن امور الٰہیہ مین اس سے بجز ظن فائدہ
نہین ہوتا - اور اس امر کو ہم یون ہی مان لین
تو پھر اس فکر و استدلال کا واجب ہونا اور عمل
مین آنا تب ممکن ہے جب یہ امر (دوم) ثابت ہو

واذا کان العلم بوجوب النظر موقوفا
علی فعل المقامین النظریین الموقوف
علی النظر اولی بان یکون نظریا کان
العلم بوجوب النظر نظریا لاضروریا فح
یتحقق الالزام فکل ما یجعله الخصم
جوابا عن ذلک فهو جوابنا عما ذکروه

کہ حصول علم الیقین فکر و استدلال پر موقوف ہی
اس یقین کے پیدا کرنے مین کوئی اور چیز اسکے قائم مقام
نہین ہی - اور اس امر کیطرف بجز باریک سوچ کے کوئی
راستہ نہین ہی جب دلائل مین فکر و غور کرنیکا وجوب
ان دو نظری امور پر موقوف ہوا اور جو نظری پر موقوف
ہوتا ہی سو نظری ہوتا ہی تو دلایل مین فکر و تامل کا وجوب
نظری ہوا - پس وہ الزام جو ہمپر لگایا گیا تہا معترض پر
ثابت ہوا - پس جو اب اسکا جو انکی طرف سے ہو گا وہی ہماری
طرف سے کافی ہو گا -

هذا اخر کلام الرازی فی المحصول

یہ امام رازی کے کلام کا خاتمہ ہے

اس جواب دلیل سوم کا حاصل یہ ہی کہ جیسے وجوب شرعی سے مخصوص ہونیکی صورت مین منکر نبی
معجزہ یا دعوت نبی مین غور کرنے سے متوقف ہو سکتا ہی اور یہ کہہ سکتا ہو کہ تمہاری بات مین
غور کرنے اور اسکو مان لینے کا وجوب شرع سے ثابت ہوتا ہی اور شرع کا ثبوت میرے
فکر و غور پر موقوف ہی پس نہ مین غور کرتا ہون نہ وجوب شرعی کا سر پر بوجہ لیتا ہون -
ویسا ہی وجوب کے عقلی ہونیکی صورت مین وہ دعوت نبی یا اسکے معجزہ مین غور کرنے سے توقف
کر سکتا ہی اور یہ کہہ سکتا ہی کہ تمہاری بات مین غور کرنا اور اسکو مان لینا بحکم عقل واجب ہو سکتا ہی
اور وہ تب ممکن ہی جب مین دلائل مین غور کرنیکو واجب سمجہون اور بناءً علیہ تمہاری معجزات
مین غور کرون لیکن مین نہ اسباب مین غور کرتا ہون اور نہ اس وجوب عقلی کا بوجہ سر پر لیتا ہون
پہر اسپر مخالفین کا یہ **اعتراض** نقل کیا ہی کہ دلائل مین غور کرنیکا عقلی وجوب بدیہی امر ہے
بناءً علیہ جب معجزہ نبی منکر کے سامنے پیش ہو گا وہ بحکم بداہت عقل اسمین غور کرنیکو واجب سمجہے گا - اور توقف
کو حرام جانیگا - پہر اسکا **جواب** دیا ہی کہ دلائل مین غور کرنیکا وجوب بدیہی نہین ہی بلکہ نظری

نظری جو دو نظری امور کے ثبوت پر موقوف ہے

امام علی بن ابی الحسین آمدی نے کتاب احکام مین اس دلیل سوم کا یہ جواب دیا ہی کہ شرع کا

اما المعارضة بما ذكروه من افحام الرسل فجوابه من وجهين الاول منع توقف استقرار الشرع على نظر المدعو في المعجزة بل مهما ظهر المعجز في نفسه [illegible] وكان صدق النبي فيما ادعاه ممكنا وكان المدعو عاقلا متمكنا من النظر والمعرفة فقد استقر الشرع وثبت والمدعو مفرط في حق نفسه الثاني ان ما ذكروه لازم على القائل بالايجاب العقلي لان العقل بجوهره غير موجب دون النظر والاستدلال والا لما خلا عاقل عن ذلك وعند ذلك فللمدعو ان يقول لا انظر في معجزتك حتى اعرف وجوب النظر ولا اعرف وجوب النظر حتى انظر وهو دور مفحم

تقرر و ثبوت اس منکر کے نظر و تامل پر موقوف نہین بلکہ جب معجزہ ظاہر ہوا اور صدق نبی کا اسکے دعوی مین ممکن ہوا اور وہ شخص [illegible] کرتا ہی عاقل اور غور و فکر پر قادر ہو تو شرع خود ثابت ہو جاتی ہے، پھر وہ شخص نمانے تو قصور وار ہی

جواب دوم یہ کہ وہ دور جسکو تم ہمپر وارد کرتے ہو وہ قائلین وجوب عقلی پر وارد ہوتا ہی اسلئے کہ عقل بذات خود بلا استعانت فکر و استدلال نظر و استدلال کو واجب نہین کرتی یہ ہو تو اس سے کوئی انسان خالی نہو بلکہ فکر و استدلال کی مدد سے وہ وجوب نظر کی ثبت ہی۔ تب منکر کہہ سکتا ہی کہ جب تک مین دلائل مین نظر کرنیکو واجب نہ جان لون [illegible] اور دلائل مین نظر کرنیکو واجب جاننا میری سوچ و تامل پر موقوف ہی میں تو مین سوچ مین پڑتا ہون نہ اس وجوب عقلی کا بوجھ اٹھاتا ہون۔

امام غزالی (معتمد علیہ مخاطبین) نے اس دلیل سیوم کا ایسا جواب دیا ہی جو عوام کی سمجھ مین بخوبی آسکتا ہی آپ نے **احیاء العلوم** مین مسئلہ عدم وجوب طاعۃ الہی بحکم عقل اسی تقریر و دلیل سے جو امام رازی کے کلام مین گذری۔ بیان کرکے کہا ہی

باقی آئندہ

(222)

حصہ دوم

مذہب و معاشرت

وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتھوا

رسول جو حکم دے سو لے لو   اور جس سے روکے رک جاؤ

مذہب و معاشرت آپسمین خوب جکڑے ہوئے ہین۔ اور ایک زنجیر مین بندہے ہوئے۔ اور انبیاء علیہم السلام جیسے عبادات سکھانیکو آئے ہین ویسے ہی معاملات و طرز معاشرت بتانیکو تشریف لائے۔

ہرچند اصل اصول نبوت و اصلی مقصود بعثت روحانی ترقی یا تہذیب ہے ولیکن معاملات یا احکام علی مین دست اندازی اس روحانی ترقی یا تہذیب کے منافی نہین ہی۔ بلکہ جس معاملہ یا رسم یا عادت مین انبیاء نے دخل دیا ہی اور اسکا عمدہ طرز تعلیم کیا ہی اسمین اس تہذیب کو مدنظر رکھا ہی۔ اسی نظر سے خاتم المرسلین نے فرمایا ہی

انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق رواہ مالک [illegible]	مین تو اسیواسطے بھیجا گیا ہون کہ اچھی عادات یا اخلاق [illegible] پورا کرون
لا یومن احدکم حتی یکون ھواہ تبعا لما جئت بہ رواہ فی شرح السنۃ	اور یہ بھی فرمایا ہی تم مین سے کوئی شخص (کامل) مسلمان نہوگا جب تک اسکی خواہش نفس میری ان سب احکام یا تعلیمات کی جو مین لیکر آیا ہون تابع نہو
فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما۔ نساء ع ۹	اور خدا تعالے نے خود بھی فرما دیا ہی کہ تیرے رب کو اپنی قسم ہی۔ یہ لوگ کبھی مومن نہونگے جبتک اپنے تمام جھگڑون اور اختلافی معاملات مین تجھے حاکم نہ بنا دین۔ پھر تیرے فیصلہ سے اپنے دلمین تنگی نہ لاوین۔

یہ ارشاد خداوندی اسی امر کی نسبت صادر ہوا ہی جو از قسم معاشرت ہی چنانچہ صحیح بخاری میں مروی ہی کہ ایک شخص نے حضرت زبیر سے ایک نالی کے

عن عروۃ ابن الزبیر قال خاصم الزبیر رجلا	

من الانصار فی شریج من الحرۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسق یا زبیر ثم ارسل الماء الی جارك فقال الانصاری یا رسول اللہ ان كان ابن عمتك فتلون وجهه ثم قال اسق یا زبیر ثم احبس الماء حتی یرجع الی الجدر ثم ارسل الماء الی جارك واستوعی النبی صلی اللہ علیہ وسلم للزبیر حقه فی صریح الحکم حین احفظه الانصاری كان اشار علیهما بامر لهما فیه سعة قال الزبیر فما احسب هذه الآیات الا نزلت فی ذلك فلا وربك لا یؤمنون [illegible] حتی یحکموك فیما شجر بینهم - بخاری ص ۶۲

وما كان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضی اللہ ورسوله امرا ان یکون لهم الخیرة من امرهم ومن یعص اللہ ورسوله فقد ضل ضلالا مبینا

(جو ایک پانی کی جگہہ سے کھیت کو آتی تھی) مقدمہ میں کچھہ جھگڑا کیا اور اسکا فیصلہ آنحضرت سے چاہا - آنحضرت نے اسمین بطور مصالحت یہ فیصلہ دیا کہ پہلے زبیر اپنے کھیت کو بقدر حاجت سینچ لے - پہر اس شخص کے کھیت کیطرف پانی چھوڑ دے - وہ انصاری اس فیصلہ پر راضی نہوا اور اسکو حضرت زبیر کی قرابت کے سبب رعایتی فیصلہ سمجھا - پہر آنحضرت کا چہرہ مبارک (غصہ کے سبب) متغیر ہو گیا اور آپنے اسمین پورا حق دلایا اور زبیر سے کہا کہ تو اپنے کھیت کو اُسکے [illegible] یہ قول نازل ہوا -

اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ کسی مومن مرد یا عورت کا یہ منصب نہیں کہ اللہ اور اسکا رسول کوئی حکم صادر فرما دیں اور وہ اُسکے ماننے نہ ماننے میں خود مختار ہیں - جو اللہ اور رسول کا کہنا نہ مانیگا وہ کہلا کہلا گمراہ ہوگا +

یہ قول بہی ایسی ہی موقع مین نازل ہوا جو از قسم معاشرت ہے چنانچہ **ابن جریر ابن مردویہ** وغیرہ مفسرین نے

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انطلق لیخطب علی زید بن حارثة فدخل علی زینب بنت جحش الاسدیة فتاة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخطبها قالت لست بناکحته قال بلی فانکحیه

روائت کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے زینب بنت جحش کو اپنے (معتق غلام زید کے نکاح میں لینا چاہا اور اسنے اور اُسکے بہائی عبد اللہ نے اسکو غلام سمجھکر نکاح سے انکار کیا - آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم نے اسی امر پر

اوامر نفسی فبینا ھما یحدثان انزل اللہ ہذہ الایۃ علی رسولہ قالت قد رضیتہ لی یا رسول اللہ منکحا قال نعم قالت اذن لا اعصی رسول اللہ قد انکحتہ نفسی۔ اخرجہ ابن جریر وابن مردویہ

اصرار کیا۔ آخر اس نے کہا کہ مین اپنی جی مین سوچونگی۔ آپ اور وہ یہی کچھ کہہ رہی تھی کہ آیت نازل ہوئی پھر وہ عورت بولی کہ اگر آپکو یہی پسند ہے تو مین آپکی تابعدار ہون

یہ اقوال ربانی واحادیث نبوی تو بطور عموم امور معاشرت کا مذہب مین داخل ہونا ثابت کرتے ہین اب چند احادیث واقوال ایسے ذکر کئے جاتے ہین جنسے خاص خاص مثلاً امور معاشرت کا دین مین داخل ہونا ثابت ہوتا ہے اللہ تعالے نے **قانون محافظت حقوق** جانی ومالی خلائق مین (جسمین **دیوانی وفوجداری** دونو قسم کے احکام آجاتے ہین) فرمایا ہے

نمبر شمار	احکام معاشرت	حوالہ بطور نوٹ
(۱)	ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کہاؤ	لا تاکلوا اموالکم ... نساء ع ۵
(۲)	کسیکو قتل نکرو۔ کروگے تو خود مارے جاؤگے	کتب علیکم القصاص الخ۔ بقرہ ع ۲۲
(۳)	خاص کر یتیم کا مال ناحق نہ کہاؤ۔ کہاؤگے تو آگ مین جاؤگے	ان الذین یاکلون اموال الیتامی۔ نساء ع ۱
(۴)	چوری نکرو۔ کروگے تو تمہارے ہاتھ کاٹے جائینگے	السارق والسارقۃ فاقطعوا۔ مائدہ ع ۶
(۵)	امانت کو ادا کرو	ان اللہ یامرکم ان تودوا الامانات۔ نساء ع ۸

(قانون شہادت مین جو دیوانی مقدمات کے ثبوت کے لئے بمنزلہ اصول ہے فرمایا ہے۔)

نمبر شمار	احکام معاشرت	حوالہ بطور نوٹ
(۶)	سچی گواہی کو نہ چھپاؤ ایسا کروگے تو گنہگار ہوجاؤگے	ولا تکتموا الشہادۃ الخ بقرہ ع ۳۹
(۷)	جھوٹ نہ بولو	واجتنبوا قول الزور الحج ع ۴
(۸)	معاملہ کے وقت دو مرد گواہ مقرر کرو دو نہون تو ایک مرد اور دو عورتین	واستشھدوا شہیدین بقرہ ع ۳۹

(قانون معاشرت واخلاق روزمرہ کی عادات (کھانے پینے۔ ملنے صحبت رکھنے کے بابت) جو ذاتی اور اخلاقی کام اور **فوجداری** احکام پر مشتمل ہے فرمایا ہے

نمبر	حکم	حوالہ
(۹) (۱۰)	خنزیر اور وہ جانور جسپر بوقت ذبح بسم اللہ نہ پڑھی جاوے	حرمت علیکم المیتۃ مائدہ ع ۱
(۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴)	اور گلا گھونٹا - چوٹ سے مارا گیا - گر کر مر گیا - عام مردار	ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ انعام ع ۱۴
(۱۵)	نکہاؤ - پر اگر وہ مردار اُس کتے کا مارا ہوا ہو جسکو تمنے بسم اللہ پڑھکر شکار پر چھوڑا تھا تو بے شک نوش کر جاؤ	احل لکم الطیبات وما علمتم من الجوارح مائدہ ع ۱
(۱۶) (۱۷)	شراب نہ پیو - جوا نہ کھیلو یہ شیطانی کام ہین	انما الخمر والمیسر رجس الخ مائدہ ع ۱۲
(۱۸)	زنا مت کرو - یہہ بڑی بیحیائی ہے	لا تقربوا الزنا بنی اسرائیل ع ۴
(۱۹)	کسیکی غیبت نکرو - کیا تم اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا چاہتے ہو	ولا یغتب بعضکم بعضا الخ حجرات ع ۲
(۲۰)	بحالت حیض مین مجامعت نکرو	قل ھو اذی الخ بقرہ ع ۲۸
(۲۱)	ماں باپ - ہمسایہ - قرابتی - مسکین - مسافر سے سلوک کرو	وبالوالدین احسانا نساء ع ۶
(۲۲)	کسیکے گھر جاؤ تو گھر مین داخل ہونے سے پہلے سلام کرو	لا تدخلوا بیوتا [illegible]
(۲۳) (۲۴)	اور داخل ہونیکا اذن مانگو اذن نہ ملے تو واپس جاؤ	نور ع ۴
(۲۵)	اور خاصکر تین وقتوں مین - صبح - دوپہر - بعد عشا جو کپڑے اتارنے کے اوقات ہین جنسے پردہ نہین جیسے لڑکے ممیز نابالغ یا غلام وہ لوگ بھی بلا اذن نہ آدین	لیستاذنکم الذین ملکت ایمانکم نور ع ۸

قانون ازدواج جو بہترین امور معاشرت سے فرمایا ہے

نمبر	حکم	حوالہ
(۲۶) (۲۷)	مشرکہ عورت سے نکاح مت کرو اور نہ مشرک کی نکاح مین اپنی لڑکی دو	ولا تنکحوا المشرکات بقرہ ع ۲۷
(۲۸) ۲۹ - ۳۰ - ۳۱ - ۳۲ - ۳۳ - ۳۴ - ۳۵ - ۳۶ - ۳۷	سوتیلی ماں - اپنی ماں - بہن - پھوپھی - خالہ - بھتیجی بھانجی اپنی منکوحہ مدخولہ کی بیٹی - اپنی بیٹی کی بہو جورو کے ہوتے اُسکی بہن سے نکاح نکرو	ولا تنکحوا ما نکح اباءکم - حرمت علیکم امھاتکم نساء ع ۳ و ۴

(قانون مفارقت جو حسن معاشرت کے وسائل سے ہے فرمایا ہے)

(224)

نمبر	حکم	حوالہ
(۳۷)	جس عورت کو چھوڑ کر پھر بلانا چاہو اسکی لئے دو دفعہ طلاق حد مقرر کی گئی ہے تیسری دفعہ طلاق ہوگئی تو وہ رجوع سے ہاتھ نہ آویگی	الطلاق مرتان الخ بقرہ ع ۲۹
(۳۸)	رجوع کیصورت مین بھی تین حیض یا تین طہر تک تمہاری راہ دیکھی جاویگی - اس اثنا مین تمنے رجوع نہ کیا تو وہ عورت ہاتھ سے جاتی رہیگی	والمطلقات یتربصن الخ بقرہ ع ۲۸
(۳۹)	جو کچھ تمنے مہر مین دیا ہے بصورت طلاق واپس نہوگا - بلکہ	ومتعوھن الخ احزاب ع ۶
(۴۰)	اسکے ساتھ کچھ اور بھی (متعۃ الطلاق) دینا پڑیگا	
(۴۱)	ہان اگر عورت خود اپنا آپ مہر دیکر چھوڑنا چاہے تو مرد کو مہر لے لینا جائز ہوگا - یہ اللہ کی حدین ہین - جو انسے تجاوز کریگا وہ ظالم ٹھہریگا	ولا یحل لکم ان تاخذ وا مما اتیتموھن الخ بقرہ ع ۲۹

قانون وراثت مین جو دیوانی مقدمات سے ہے یہ فیصلہ فرمایا ہے -

نمبر	حکم	حوالہ
(۴۲)	ایک بیٹے کے ساتھہ بیٹی کا ایک حصہ اور بیٹے کے دو حصے	یوصیکم اللہ فی اولادکم نساء ع ۲
(۴۳)	فقط بیٹیان ہون تو کل مال سے انکی دو تہائی - فقط ایک	
(۴۴)	ہو تو اسکا نصف [illegible] اسیطرح [illegible] اہل فرائض و عصبات [illegible] میان بیوی بہن بھائی کے حصص کو بیان فرمایا اور اخیر مین یہ کہدیا کہ یہ اللہ کی حدین ہین جو انسے تجاوز کریگا وہ آگ مین داخل ہوگا -	

قوانین سیاست و ریاست مین جو پولیٹیکل معاملات و کلکٹری مقدمات کے متعلق ہین ارشاد کیا ہے

نمبر	حکم	حوالہ
(۴۵)	حکام وقت کی اطاعت کرو - جو لوگ حکام کی اطاعت سے خارج و باغی	اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر نساء ع ۸
(۴۶)	ہو کر انسے لڑین یا رعایا کو لوٹ مار کرین انکو قتل کرو یا پھانسے دو یا جلاوطن کرو	فان بغت احدٰھما علی الاخریٰ حجرات ع ۱ ؛ انما جزاء الذین یحاربون - مائدہ ع ۵
(۴۷)	تمہاری ریاستون مین تمہارے مخالفین مذہب بسنا چاہین تو انکو رہنے دو	وان احد من المشرکین استجارک براۃ ع ۱

نمبر	حکم	حوالہ
	پھر اُنکے جان ومال سے تعرض نکرو۔	
(۴۸)	تمہارے دشمن ومخالف تمسے مصالحت چاہیں توتم قبول کرو	وان جنحوا للسلم فاجنح لہا۔ انفال ع[8]
(۴۹)	جن مخالفین مذہب سے تمہاری صلح اور دوستی ہوجائے۔ اُنسے	الا الذین عاہدتم۔ براءۃ ع[1]
(۵۰)	غدر اور لڑائی نکرو۔ بلکہ باحسان وسلوک پیش آؤ	لاینہاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم ممتحنہ ع[2]
(۵۱)	باہم اتفاق رکھو۔ منازعت نکیا کرو	ولا تنازعوا فتفشلوا۔ انفال ع[6]
(۵۲)	جمہوری اور اُن بڑے بڑے کاموں مین جنمین کچھ حکم وارد نہین باہم کمیٹی کرکے مشورہ کرلیا کرو	وشاورہم فی الامر۔ ال عمران ع[17]
(۵۳)	اس کمیٹی کے ممبر تمہارے دوست وہم خیال لوگ ہون۔ دشمن ومخالف نہون۔	لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یالونکم خبالا ال عمران۔ ع[12]
(۵۴)	ممبر ومشیر وہمراز ہوکر اپنا راز مخالفونکو نہ بتاؤ۔ اور اس خیانت کو ذریعہ دوستی نہ بناؤ۔ جیسے حاطب بن ابی بلتعہ (صحابی بدری) نے [illegible] آنحضرت صلعم کا کچھ حال اہل مکہ کو لکھ بھیجا۔	لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیہم بالمودۃ [illegible] ممتحنہ ع
(۵۵)	جب مجلس کمیٹی مین حاضر ہو یا اور کسی جمہوری کام کے لئے جمع ہو تو بلا اذن امام (میر مجلس) کے وہان سے نہ جاؤ	واذا کانوا معہ علی امر جامع الخ نور ع[9]
(۵۶)	رعایا کے عامہ اموال زمین نقدی مواشی سے معاملہ زکوۃ تحصیل کرو	خذ من اموالہم صدقۃ الخ توبہ
(۵۷)	تحصیلدارکا خرچ وتنخواہ اسمین سے مقرر کرو	
۵۸ ۵۹ ۶۰	اس مال سے مساکین ومسافرون کی پرورش کرو اور غلامونکے آزاد کرانے مین صرف کرو	انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیہا توبہ ع[8]

اسی قسم کے صدہا احکام متعلق امور معاشرت قرآن مین موجود ہین جنکو خدانے دین مین داخل ٹھیرایا ہے

اور اُنکے کرنے نکرنے کا ارشاد فرمایا۔ ہم ان سب احکام کو اس مقام مین بیان نہین کر سکتے۔ اور دریا کو کوزہ سے ماپ نہین سکتے۔ اور جن احکام متعلق امور معاشرت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دین ٹھیرایا ہے۔ اور انھین قوانین کو مقرر فرمایا ہے۔ وہ احکام قرآن سے بڑھکر ہزار در ہزار ہین بلکہ خارج از احصا و شمار۔ از انجملہ نیز چند تمثیلات کو یہان ذکر کیا جاتا ہے مگر ان امثلہ کی بدستور سابق تفصیل موجب تطویل نظر آتی ہے اسلئے مجمل مضامین کا بیان عمل مین آتا ہے۔ اور بجائے نقل بارہ حدیث بھی فقط نام کتاب سے جسمین وہ حدیث ہی نشان دیا جاتا ہی۔ اور ایک کتاب مشکوۃ کا جسمین وہ حدیث منقول ہی اور ہر کسیکو مل سکتی ہے نمبر صفحہ بھی بتایا جاتا ہے۔

(کہانے پینے پہننے ملنے وغیرہ اخلاق و عادات کے متعلق احکام)

نمبر		مشکوۃ نمبر صفحات
(۱)	جو شراب بہت سی پینے سے نشہ دے وہ تہوڑی پینی بھی حرام ہے (ترمذی ابوداؤد وغیرہ)	۳۰۹
(۲)	شراب کا سرکہ نہ بناؤ (مسلم)	"
(۳)	[illegible] اسکا استعمال نکرو وہ دوا نہین [illegible] خود مرض ہی (مسلم)	"
(۴)	جو پینے کی چیز نشہ دے وہ شراب ہے۔ جو کوئی اسکو پیویگا خدا اسکو دوزخیون [illegible] کا نچوڑ پلائیگا + (مسلم)	"
(۵)(۶)(۷)(۸)(۹)	گدھا۔ چوہا۔ بھیڑیا وغیرہ درندے۔ چیل وغیرہ ناخن دار پرندے حرام ہین (بخاری مسلم۔ ابوداؤد وغیرہ)	۳۵۱ سے ۳۵۳ تک
(۱۰)	مرغی یا کسی اور جانور کو کسی دیوار یا درخت سے باندہ کر تیرون کا نشانہ نہ بناؤ۔ جو ایسا کریگا وہ ملعون ہوگا (مسلم)	۳۴۹
(۱۱)	کسی جاندار کے چہرہ پر زخم یا چوٹ نہ لگاؤ۔ جو ایسا کریگا وہ بھی ملعون ہوگا (مسلم)	۳۵۰
(۱۲)	جانور قابو مین ہو تو اسکو ذبح کرو۔ تمہارے اختیار سے باہر ہو (جیسے شکار یا کوئین مین گرا ہوا) تو اسکو بسم اللہ پڑہکر تیر مارو۔ جہان لگیگا اسکو پاک و حلال کردیگا۔ (ابوداؤد و ترمذی وغیرہ)	۳۴۹ ۳۵۰

(۱۳)	جیتے جانور سے کوئی ٹکڑا کاٹ کر نہ کھاؤ۔ جو ٹکڑا قبل ذبح جانور سے کاٹا جاوے وہ مردار ہے (ترمذی وابوداؤد)	۳۵۱
(۱۴)	خالص ریشمین لباس (بلا عذر مرض خارش وغیرہ) مرد نہ پہنین - جو پہنیگا وہ آخرت مین اس سے محروم رہیگا (بخاری ومسلم)	۳۶۵
(۱۵)	کسم کا رنگا ہوا کپڑا مرد نہ پہنین یہ کافرونکا کام ہے (مسلم)	۳۶۶
(۱۶)	ٹخنے سے نیچے ازار رکھو جو لٹکایا کریگا وہ دوزخ مین جائیگا (بخاری)	۳۶۵

نوٹ ہمارے مخاطب والا مناقب نے اس حکم کو ہنسی مین اڑایا ہے۔ اور دین سے مٹایا ہے اسکا جواب ہم عنقریب دینگے ــــــــ انشاء اللہ تعالیٰ

(۱۷)	سونا اور ریشم مردون کے لئے حرام ہین اور عورتون کے لئے حلال (ترمذی ونسائی)	۳۶۷
(۱۸)	سونے اور چاندی کے برتنون مین کھانا پینا سب کے لئے ناجائز ہے۔ (بخاری مسلم)	۳۶۵
(۱۹)	[illegible] عورتون کی صورت اختیار کرے (بخاری)	۳۷۲
(۲۰)	مشرکین کا خلاف کرو - داڑھی بڑھاؤ - اور موچھین کتراؤ - جو موچھین نہ کٹاوے وہ مسلمانون مین سے نہین ہے (بخاری ومسلم واحمد وترمذی ونسائی)	۳۷۲ ۳۷۳
(۲۱)	مسواک کیا کرو - اسمین خدا کی خوشی ہے - احمد ودارمی	۳۶

تذکرہ

ایک حدیث صحیح مسلم مین آیا ہے کہ موچھین کترانا - داڑھی کو بڑھانا - مسواک کرنا - ناک مین پانی لینا ناخن کاٹنا - انگلیون کے تلی اور پر سے خم دہونا - بغلون کے بال اکھاڑنا - شرمگاہ کے بال مونڈنا - پانی سے استنجا کرنا - (کلی یا کچھ اور) یہ دسون فطرتی خصائل ہین - یعنی قدیمی ملل وادیان سماوی کی معمولہ ہین جو دین اسلام مین بواسطہ ابراہیم خلیل اللہ پہنچے ہین - چنانچہ اہل اسلام کا دعوے ہے - یا یہہ کہ انسان کے نیچر مین داخل ہین - چنانچہ نیچری مسلمانونکا یہ خیال ہے - ولیکن بڑا تعجب ہے کہ وہ

اور کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ہین تو مون استنجا پتلون کے بٹن یا پاجامہ کا ازار بند باندھ لیتے ہین - کھانے سے